نورالھدیٰ بجواب الاقصیٰ

جشنِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حقائق کے اجالے میں



از ترجمانِ اہلسنت

ابواسحاق علامہ محمد غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زیدمجدہ

نور الھدیٰ بجواب الاقصیٰ

جشنِ میلاد النبی ﷺ

حقائق کے اجالے میں

از: ترجمان اہلسنت

ابو الحقائق علامہ مولانا غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

فیضانِ مدینہ پبلی کیشنز

بالمقابل مسجد عمر روڈ کاموکے

0333-8173630

حسن ترتیب

جشن میلاد النبی ﷺ کی حقیقت

الحمدلله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى الہ وصحبہ اجمعين اما بعد!

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار، لاتعداد، ان گنت نعمتیں عطا فرمائی ہیں لیکن ان تمام نعمتوں کے حصول کا ذریعہ خدا کے محبوب، طالب ومطلوب، منبع برکات وفیوض حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ بغیر آپ کے وسیلہ وواسطہ کے کسی کو کچھ نہیں ملا، ایمان، ایقان، عرفان، رمضان اور قرآن سب کچھ آپ کے در سے ہی نصیب ہوا ہے۔ آپ اس جہاں میں اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت بن کر آئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مبعوث فرما کر ایک جداگانہ انداز میں احسان جتایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لقدمن الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا...... الآيه۔

(سورہ آل عمران:۱۶۴)

یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان فرمایا ان میں عظیم الشان رسول بھیج دیا۔

اور یہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ پوری نسل انسانی کے لیے رسول بن کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے:

قل يايها الناس انى رسول الله اليكم جميعا ۔ (سورۃ الاعراف:۱۵۸)

(محبوب!) فرمادو! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں

لیکن اس کے باوجود احسان صرف ایمان والوں پر کرنے کا ذکر فرمایا، وجہ یہ

ہے کہ اس عظیم احسان اور بے مثال نعمت کی قدر صرف ایمان دار ہی کریں گے۔ آج دنیا نے اس منظر کو اپنی آنکھ سے دیکھ لیا ہے کہ جو لوگ دل وجان سے اپنے آقا ومولیٰ ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں، ظاہر وباطن سے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو مانتے ہیں، وہ آپ ﷺ کی محبت میں وارفتہ ہو کر، آپ کے ذکر مبارک کی محفلیں سجاتے ہیں۔ محبتیں بڑھاتے ہیں، صلوٰۃ وسلام کے تحفے بھیجتے ہیں، سیرت اپناتے ہیں، شریعت منواتے ہیں، قصیدے اور نعتیں سناتے ہیں، جشن میلاد مناتے ہیں اور ان کی عظمت وشان کے نعرے لگاتے ہیں

ہم نہایت فخر سے کہتے ہیں کہ صرف پاکستان، ہندوستان یا کسی ایک آدھ شہر اور ملک میں نہیں بلکہ رحمت عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر دنیا بھر کے مسلمان خوشی کا اظہار کرتے ہیں، محافل کا انعقاد ہوتا ہے، جن میں رسول کریم ﷺ کے فضائل وشمائل اور سیرت وصورت کا بیان ذیشان ہوتا ہے، ہدیہ ہائے درود وسلام پیش کیا جاتا ہے اور مدحت سرائی ونعت خوانی کا شرف حاصل کیا جاتا ہے، جلوس کا اہتمام کر کے عظمت مصطفیٰ ﷺ کا اظہار کیا جاتا ہے، گلیوں، کوچوں، دیہاتوں اور شہروں کو آراستہ کیا جاتا ہے اور آرائش وزیبائش کا مقدور بھر مظاہرہ ہوتا ہے، چہروں پر نور اور سینوں میں سرور ہوتا ہے۔ حسب استطاعت صدقات وخیرات کر کے آپ ﷺ کی عقیدت ومحبت کا سامان کیا جاتا ہے۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ کی اس سب سے بڑی نعمت کے شکریے کے مختلف انداز ہیں، سرور کائنات ﷺ کے میلاد پر فرحت ومسرت کا اظہار ہے، آمد مصطفےٰ ﷺ پر جشن کا مظاہرہ ہے گویا اس اہتمام وانتظام وانصرام اور پروگرام، کا واحد مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

خوش قسمت ہیں وہ مخلص، وفادار اور تابعدار امتی جنہیں خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے محبوب، رحمت کائنات ﷺ کے ذکر میلاد اور جشن ولادت کے لیے پسند فرمالیا ہے۔

خدا شاہد وہ لوگ قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم ﷺ کا میلاد مناتے ہیں

کچھ بدنصیب لوگ:

لیکن اس دھرتی پر کچھ بدنصیب، محروم القسمت اور نامعقول لوگ بھی موجود ہیں جو اس محبت بھرے عمل کو نہ صرف روکنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ اپنی بدبختی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے بدعت، گمراہی اور اسلام کے خلاف کہتے ہوئے بھی نہیں شرماتے اور وہ وقت بے وقت اپنے دل کا اُبال نکالتے رہتے ہیں، ان ظالموں کے نزدیک اس عمل کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔ معاذ اللہ۔

اسی عادت بد کا مظاہرہ کرتے ہوئے دیوبندی دھرم کے بعد شرپسند عناصر نے ''جامعہ تعلیم القرآن ملحقہ جامع مسجد اقصیٰ چوک گھسن والا شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ'' سے ''الاقصیٰ تعلیم القرآن'' کے نام سے 48 صفحات پر مشتمل ایک کتابچہ نکالنے کی مخالفانہ کوشش کی ہے، جس میں دو مضمون، جشن میلاد النبی ﷺ کے خلاف شائع کیے اور ایک مضمون ''یا محمد ﷺ کا شرعی حکم'' کے نام سے چھاپا گیا ہے۔

رسالہ کا نام ''الاقصیٰ تعلیم القرآن'' رکھا گیا، اقصیٰ کا معنی ہے بہت دور، واقعی

یہ رسالہ اور اسے شائع کرنے والی دیوبندی ٹیم ''تعلیم القرآن'' سے بہت دور ہے، اور مسلمانوں کے جذبات کو اپنے مکروہ چالوں سے ٹھیس پہنچا کر گمراہ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تیرہ بخت اس باطل گمان میں مبتلا ہیں کہ ان کی ایسی نامناسب حرکتوں سے اہل محبت اس عمل کو ترک کردیں گے...... وہ کان کھول کر سن لیں!

ایں خیال است و محال است و جنون

ہم بیانگ دہل کہتے ہیں:

لاکھ مرجائیں سر پٹخ کے حسود
ہم نہ چھوڑیں گے محفل مولود
اپنے آقا کا ذکر کیوں چھوڑیں
جن کی امت ہیں ان سے منہ کیوں موڑیں

جشن میلاد، حکم قرآنی:

کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا۔ (سورہ یونس: ۵۸)

فرمادیجئے! اللہ عزوجل کے فضل اور اس کی رحمت پر ہی خوشی کا اظہار کریں۔

اس آیت کے تحت دیوبندیوں کے ''حکیم الامت، مجدد الملت'' اشرفعلی تھانوی نے تمام ترپس وپیش کے باوجود لکھا ہے: اور خوب سمجھ لینا چاہیئے کہ جب قرآن مجید میں خود حضور کے وجود باجود کی نسبت...... صیغہ امر فلیفرحوا موجود ہے تو اس فرحت کو کون منع کرتا ہے غرض حضور کی ولادت شریفہ پر فرحت اور سرور کوئی منع نہیں کرسکتا۔

(مواعظ میلادالنبی ﷺ ص ۶۱ بعنوان السرور)

ثابت ہو گیا کہ کوئی مائی کا لال اس پروگرام اور جشنِ میلاد کی محافل کو نہیں روک سکتا۔

اب بات چونکہ تھانوی دیوبندی کے حوالہ سے چل پڑی ہے تو اس کی ایک آدھ عبارت مزید ملاحظہ فرمالیں! تا کہ حقیقت سے آگاہی بآسانی ہو سکے۔

انہوں نے ۱۲ ربیع الاول والے دن باقاعدہ اہتمام کیساتھ سالانہ محفل کا انعقاد کیا، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو کا مجمع بھی تھا۔ "السرور" کے نام سے اس بیان کو "مواعظ میلادالنبی ﷺ" میں شامل کیا گیا ہے اور اس تقریر کا عنوان اسی آیت کو بنایا:

قل بفضل اللہ وبرحمتہ...... الآیۃ۔ اسی کے ضمن میں بیان کیا ہے:

الحاصل حضور کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور اس پر شکر اور فرحت مامور بہ (شکر اور خوشی کرنے کا حکم دیا گیا) ہے۔ چنانچہ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اس میں اسی نعمت کا ذکر اور اس پر فرحت کا امر ہے...... بہر حال دو چیز پر خوش ہونے کا حکم ہے فضل اور رحمت...... چنانچہ ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہٗ لکنتم من الخٰسرین یہاں اکثر مفسرین کے نزدیک فضل اور رحمت سے حضور کا وجود باجود مراد ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے: ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہٗ لاتبعتم الشیطٰن الا قلیلا یہاں بھی بقول اکثر مفسرین حضور ہی مراد ہیں...... اگر ایسے معنی عام مراد لیئے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد ہے تو یہ زیادہ بہتر ہے وہ یہ ہے کہ فضل اور رحمت سے مراد حضور کا قدوم مبارک لیا جائے۔ اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دنیوی ہوں یا

دینی اور اسمیں قرآن بھی ہے۔ سب اس میں داخل ہو جائیں گی۔ اس لیئے کہ حضور کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بناء پر حاصل آیت کا یہ ہوگا کہ ہم کو حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ حضور کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادت ظاہری اس پر خوش ہونا چاہیئے، اس لیے کہ حضور ہمارے لیے تمام نعمتوں کے واسطہ ہیں۔ حتیٰ کہ ہم کو جو روٹیاں دو وقتہ مل رہی ہیں اور عافیت اور تندرستی اور ہمارے علوم یہ سب حضور ہی کی بدولت ہیں اور یہ نعمتیں تو وہ ہیں جو عام ہیں اور سب سے بڑی ایمان ہے جس کا حضور سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ غرض اصل الاصول تمام مواد فضل و رحمت کی حضور کی ذات بابرکات ہوئی پس ایسی ذات بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرح ہو کم ہے۔ (مواعظ میلادالنبی ﷺ ص ۶۵، ۶۹، ۷۳، ۷۴، ۷۷)

اس مضمون میں گو اپنی دیوبندیت کو بھی قائم رکھا ہے لیکن یہ میرے آقا ﷺ کا نہایت چمکتا، دمکتا معجزہ ہے کہ "منکروں" کی زبان سے بھی کہلوا دیا ہے کہ آپ سب نعمتوں، سب رحمتوں اور ہر فضل کی جان ہیں، ہر نعمت وہ دینی ہو یا دنیوی حتیٰ کہ قرآن اور ایمان بھی آپ کی وجہ سے نصیب ہوا، اس لیے جتنی بھی خوشی کی جائے کم ہے۔

یعنی اہلسنت وجماعت اس موقع پر جس قدر خوشی، مسرت، فرحت اور جشن کا اظہار کرتے ہیں تھانوی دیوبندی کے نزدیک وہ بھی کم ہے، درحقیقت اس سے بھی بڑھ کر خوشی اور مسرت کا اہتمام کرنا چاہیئے۔

الحمدللہ ہم خوش نصیب ہیں کہ اس سب سے بڑی نعمت پر سب سے بڑھ کر

خوشیاں کرتے ہیں، اب چونکہ دیو بندیوں کے دل میں کھوٹ ہے اس لیے کہنے کی حد تک وہ مانیں گے کہ خوشی کرنی چاہیے، کون روکتا ہے؟ لیکن جب عمل کی بات ہوتی ہے تو پھر چیں بجبیں ہوتے ہیں، بلاوجہ جرح وقدح کریں گے، کیڑے نکالیں گے کہ اس میں فلاں خرابی ہے، یہ غلطی ہے، اس انداز میں ثابت نہیں، ہم دوٹوک کہنا چاہتے ہیں کہ کم عقلو! خوشی کرنے کا کوئی تو طریقہ ہوگا۔ اظہار مسرت کا کوئی تو انداز ہوگا؟ اگر واقعی تمہارے اندر حضور اکرم ﷺ کی محبت کارفرما ہے اور تمہیں آپ کی آمد مبارکہ پر خوشی ہے تو صرف فتوے لگانے پر ہی کیوں کمر باندھ رکھی ہے؟ محض مسلمانوں کو مشرک و بدعتی ہی کیوں بناتے رہتے ہو؟ صرف زبان درازی اور بدزبانی سے ہی کام کیوں لیتے ہیں؟ کبھی اس پر عمل بھی کرکے دکھاؤ! کسی انداز سے مسرت و فرحت کا اظہار بھی کرکے بتاؤ! صرف زبانی، خالی خولی دعووں سے جو ثابت ہوتا ہے وہ باشعور لوگ سمجھ رہے ہیں۔ عمل نہ کرنا اور صرف فتووں پر ہی زور دینا جس بات کا غماز ہے وہ دنیا والوں سے پوشیدہ نہیں۔ غیر ذمہ دار افراد کی وجہ سے ہم پر موقع بموقع اعتراض کرنے والو! ہوش کے ناخن لو! ہم ببانگ دہل اعلان کرتے ہیں: ''جشن میلاد النبی ﷺ کے موقع پر ڈانس کرنا، فحش گانے گانا، مردوں، عورتوں کا اختلاط، ڈھول باجوں کا اہتمام اور اسی طرح کی تمام غیر شرعی، ناجائز اور غلط باتوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں، تمام اہلسنّت اس سے بے زار ہیں''۔ ہمارے نزدیک محفل میلاد یا جشن میلاد سے مراد: ذکر رسول ﷺ کے لیے لوگوں کا جمع ہونا، آپ کی ولادت مقدسہ، معجزات مبارکہ اور سیرت مطہرہ کا ذکر کرنا، جلوس کی شکل میں اس عظیم نعمت کا چرچا کرنا، لوگوں کو تعلیمات شرعیہ سے آگاہ کرنا اور اپنے آقا

ومولیٰ، تاجدار انبیاء ﷺ کی بارگاہ میں ہدیہ صلوٰۃ وسلام اور نعت خوانی پیش کرنا ہے۔

ہماری اتنی وضاحت کردینے کے باوجود اگر اب بھی کوئی خلاف شرع باتوں کو اس پروگرام میں داخل سمجھتا ہے اور انہیں اہلسنّت کے ذمہ لگاتا ہے تو پھر ہم صرف یہی کہہ سکتے ہیں: ختم الله علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ۔

ہماری بیان کردہ یہ باتیں آج ہی نہیں کہی گئیں، بلکہ اس سے پہلے بھی علمائے اہلسنّت تقریر وتحریر میں کہتے آئے ہیں۔ اس کے باوجود دیو بندیوں کے مذکورہ رسالہ کے ''مدیر مسئول محمد فیصل نوید'' دیو بندی نے اپنی آخرت برباد کرتے ہوئے ''جشن میلاد النبی ﷺ اور اس کی شرعی حیثیت'' کے نام سے ایک مضمون لکھا۔ جس میں خلاف شرع باتوں کو بھی اہلسنّت کے کھاتے میں ڈالا ہے۔

چالاکی کا مظاہرہ:

دیو بندی قلمکار نے ابتداء میں لکھا ہے: امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کیساتھ محبت وعقیدت عین ایمان ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت سے وفات مبارکہ تک حیات طیبہ کے ہر پہلو کا ذکر کرنا باعث نزول رحمت خداوندی ہے۔ آپ کا ذکر خیر کسی خاص زمان ومکان پر موقوف نہیں بلکہ ہر آن وہر زمان سیرت طیبہ سننا، سنانا سعادت عظمیٰ ہے۔ (ص ۱۴)

اپنی عوام کو الو بنانے کے لیے اس شخص نے یہ پیرا لکھا ہے تاکہ کوئی باغی نہ ہوجائے، جبکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ لیکن ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب ولادت باسعادت کے ہر پہلو کا ذکر ہر آن وہر زمان یعنی ہر وقت اور ہر گھڑی سننا، سنانا سعادت

عظمیٰ یعنی بہت بڑی سعادت ہے تو ہمارا گھسن والا سے دیوبند تک چیلنج ہے کوئی آیت اور کوئی روایت پیش کریں کہ پورا سال ذکر ولادت سعادت جائز اور عبادت ہے اور ۱۲ ربیع الاول کو وہی عمل بدعت ہو جاتا ہے۔

اب دیوبندی مذکور نے اپنا روئے سخن ہماری طرف کیا اور یہ سوال داغا: ”لیکن کیا بارہ ربیع الاول کو محفل میلاد مقرر کرنا جھنگڑے ڈالنا، رقص کرنا، قوالیاں گانا، شرکیہ نعتیں پڑھنا اور میلاد النبی کے جلوس نکالنا۔ یہ نبی ﷺ، خیر القرون سے ثابت ہے؟ (ص ۱۲)

خلاف شرع کاموں کے ہم ذمہ دار نہیں اور شرکیہ نعتیں ہم پڑھتے نہیں، ویسے اگر دیوبندی صاحب نشاندہی کر دیتے کہ فلاں نعت یا اس کے فلاں جملے شرکیہ ہیں تو بہت سارے دیوبندی لوگوں کا بھلا ہو جاتا اور ممکن ہے کہ ہم وہی نعت اور وہی جملے ان کے گھر سے ثابت کر دیتے اور جھوٹے کو گھر تک پہنچا دیتے۔ رہ گیا بارہ کو محفل منعقد کرنا اور جلوس نکالنا تو ہم ابھی بتا چکے ہیں کہ ان کی ”بیمار امت کے حکیم“ تھانوی دیوبندی ہر سال ربیع الاول شریف میں محفل منعقد کرتے تھے اور بارہ ربیع الاول کو محفل منعقد کرنے کا حوالہ پیچھے گزر چکا ہے۔ اب بتائیں! تھانوی کیا ہے؟ بدعتی، مشرک، کافر، گستاخ؟؟؟۔

خیر القرون کی قید کی حقیقت:

دیوبندی شاطر کا خیر القرون سے ثبوت مانگنا بھی درست نہیں کیونکہ ان کے باوا جی رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے اس قید اور شرط کی دھجیاں خود اڑا دی ہیں۔ کسی نے گنگوہی سے پوچھا تھا:

سوال کسی مصیبت کے وقت بخاری شریف کا ختم کرانا قرون ثلٰثہ سے ثابت ہے یا نہیں اور بدعت ہے یا نہیں۔

جواب قرون ثلٰثہ میں بخاری تالیف نہیں ہوئی تھی مگر اس کا ختم درست ہے کہ ذکر خیر کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اس کا اصل شرع سے ثابت ہے بدعت نہیں فقط رشید احمد عفی عنہ۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۲۶ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ہر ہر بات پر اہلسنّت سے ثبوت مانگنے والوں کی نیند اڑ گئی ہیں، ختم کے منکر اب دیکھ لیں! کہ ختم ثابت ہے بدعت نہیں اور قرون ثلٰثہ یعنی خیر القرون (حضور ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین عظام) سے ثبوت مانگنے والوں کی عقل شاید ٹھکانے آ چکی ہوگی کہ جب بخاری کا ختم شرع سے ثابت ہے تو میلاد النبی پر خوشی کا اظہار تو آپ کے تھانوی نے قرآن سے ثابت کر دیا ہے۔ اب اسکو بدعت کہنے سے توبہ کر لو!

مزید سنیے! گنگوہی سے ایک سوال ہوا:

مسئلہ قرون ثلاثہ میں تقلید شخصی کا ثبوت ہے یا نہیں۔

جواب دیا: تقلید شخصی خود قرآن شریف سے ہی ثابت ہے۔ تو پھر قرون ثلاثہ کی کیا پوچھ ہے قولہ تعالیٰ فاسئلوا اهل الذکر ان کنتم لاتعلمون فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۷۵)

اب ہم بھی کہتے ہیں کہ میلاد شریف کے موقع پر محفل کرنا، جلوس بنانا، نعرے لگانا، جھنڈے لہرانا اور لنگر بانٹنا، خوشی کا اظہار ہے اور نعمت، رحمت اور فضل پر خوشی کرنے کا حکم قرآن میں ہے، تو اب خیر القرون کی کیا پوچھ؟ والحمدلله علی ذلك

لیکن آیئے! اس کے گھر کی خبر لیتے ہیں!! اور دیکھتے ہیں کہ فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے

(۱) اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے: ذکر اور دعا خود مطلوب ہے اور یہ زیادت کسی حکم شرعی کے متصادم نہیں اس لیے جائز ہے۔ (بوادر النوادر ص۶۲۲، ۶۲۳)

ہم بھی کہتے ہیں کہ اس انداز میں ذکر میلاد کسی دلیل شرعی کے خلاف نہیں اور فضل ورحمت پر خوشی کرنا حکم قرآنی ہے اس لیے جائز ہے، منع کی کوئی دلیل نہیں۔

(۲) مزید لکھا ہے: کیا معترض صاحب ہر دعا کیلئے نقل شرط کہیں گے۔ (ایضا)

یعنی ہر اچھے کام کا خیر القرون سے منقول ہونا ضروری نہیں اگر کوئی کام بعد میں بھی ہو جائے اور وہ کسی شرعی دلیل کے خلاف نہ ہو تو اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں، وجود کا مطالبہ کرنے والا جاہل ہے۔

(۳) پھر لکھا ہے: "بدعت کے بھی کئی معنی ہوں گے یعنی سنت کے ہر معنی کے مقابل نمبر۱ غیر منقول عن الرسول، نمبر۲ غیر منقول عن الرسول والخلفاء، نمبر۳ غیر منقول عن الرسول اوالصحابہ اوالتابعین، نمبر۴ غیر منقول عن العلماء"۔ اور حاشیہ میں لکھا ہے: بدعت حسنہ کی جو بعض اکابر نے نفی کی ہے اور مشہور اثبات..... حتی کہ ہمارے لئے وہ وہ چیز بھی سنت ہوگی جو علماء راسخین نے اصول شرع سے سمجھا ہے۔ (ایضاص ۷۷۸)

یعنی جو چیز اگرچہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام وغیرہ سے صراحۃً ثابت نہ ہو، اگر علمائے راسخین نے اس کی تائید کی ہو تو وہ بھی سنت ہوگی۔ اس اصول کی روشنی میں جشن میلاد کے رنگا رنگ پروگرام سنت قرار پائیں گے کیونکہ متعدد اہل علم حتی کہ دیوبندی اکابر نے بھی ان کی تائید کی ہے اور ہمیشہ سے یہ مسلمانوں کا معمول بھی رہا ہے۔ حوالہ جات آئندہ سطور میں نقل ہوں گے۔

(۴) دیوبندیوں کے "حکیم الاسلام" قاری طیب نے لکھا ہے: بہت سے مباحات اصلیہ جو صحابہ کرام کے زمانے میں زیر عمل نہیں آئے مگر اباحت اصلیہ کے تحت جائز ہیں۔ (کلمہ طیبہ ص۱۱۰) یعنی بہت سے ایسے امور جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہیں لیکن جائز ہیں کیونکہ شریعت نے ان سے منع نہیں کیا۔

(۵) لیجئے! ہر بدعت کو گمراہی قرار دینے والوں کے اشرفعلی تھانوی کی سنیئے! لکھتے ہیں: دین کے متعلق کسی ایجاد کی دو قسمیں ہیں ایک احداث فی الدین اور ایک احداث للدین اول بدعت ہے اور دوسری قسم...... بدعت نہیں (الاضافات الیومیہ ج ۷ ص ۱۴۱)

(۶) مزید لکھا ہے: پس ایک احداث للدین (دین حاصل کرنے کیلئے کوئی جدید بات پیدا کرنا۔۱۲) ہے اور ایک احداث فی الدین (دین کے اندر کوئی نئی بات پیدا کرنا۔۱۲) ہے احداث للدین معنیٰ سنت ہے اور احداث فی الدین بدعت ہے۔

(ملفوظات حکیم الامت ج۱ ص ۲۲۸، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۷) یہی مضمون ان کے "مفتی اعظم" محمد شفیع کراچوی نے لکھا ہے ملاحظہ ہو اسنت وبدعت ص۱۲، سیرت رسول اکرم ﷺ ص ۸۱۔

اب گھسن والا (گوجرانوالہ) کی دیوبندی ٹیم اپنی نادانی، لاشعوری اور جہالت کا ماتم کرے یا اپنے ان "باووں" کو جاہل ولا بلد قرار دے کیونکہ وہ کل بدعة ضلالة کا بھی مفہوم نہیں سمجھتے تھے، تو پھر انہیں اتنے بلند عہدوں پر کس نے فائز کر دیا!۔

بتایئے دونوں میں سچا کون ہے؟ آپ یا وہ؟ کیونکہ انہوں نے بتا دیا ہے کہ ہر نئی چیز بدعت وگمراہی نہیں ہوتی، بعض نئی چیزیں معنی سنت ہوتی ہیں۔

(۵) مزید لکھتے ہیں: ان چیزوں کو بدعت حسنہ کہہ دیتے ہیں جو صریح طور پر آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں نہیں تھیں، بعد کسی ضرورت کی بناء پر ان کو اختیار کیا گیا ہے جیسے آج کل مدارس اسلامیہ اور ان میں پڑھائے جانے والے علوم وفنون۔

(سنت وبدعت ص ۳۰)

(۶) اب یہاں دیوبندی دھرم کے ''امام ربانی'' رشید گنگوہی کی بات دیکھ لیں تا کہ حق وباطل کا فیصلہ ہو جائے، لکھا ہے: جس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں وہ سنت ہی ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۵)

یعنی بعض امور ایسے ہوتے ہیں جو صریح طور پر رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہوتے وہ گمراہی اور بدعت ضلالت نہیں بلکہ بدعت حسنہ یعنی اچھے نئے کام ہوتے ہیں اور وہ سنت ہی ہوتے ہیں۔ جبکہ اہلسنت کا مسلک تو قرآن کی آیات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت پر خوشی کرو، اسے گمراہی قرار دینے والا بذات خود گمراہوں کا سردار ہے۔

(۷) اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے: خیر القرون میں نہ ہونا اور اب ہونا بدعت کو مستلزم نہیں۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۲ ص ۱۱۹)

(۸) بطور الزام لکھا ہے: خود طریقہ بدعت سے کتابیں ختم کی ہیں کیونکہ مدرسہ میں اسباق کے گھنٹے مقرر تھے اور خیر القرون میں نہ تھے۔ خیر القرون میں تو آپ بھی نہ تھے

آپ مجسم بدعت ہیں۔ (ج ۲ ص ۳۲۹)

اب یہ لوگ کس درجے کے پاگل وبے وقوف قرار پائیں گے جو آج جشن میلاد کو صرف اس لئے بدعت کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ خیر القرون میں نہیں تھا۔

(۹) عبارتیں اور بھی پیش ہو سکتی ہیں، جس سے مسئلہ روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے۔ لیکن بارہویں شریف کی نسبت سے آخری عبارت نقل کی جاتی ہے جو واقعی فیصلہ کن ہے اور وہ دیوبندیوں کے ''شیخ الاسلام'' محمد تقی عثمانی کی عبارت ہے ملاحظہ ہو!

''مثلاً میں نے عام مسلمانوں کے فائدے کیلئے ایک کتاب لکھی اور کتاب لکھنے کا مقصد تبلیغ ودعوت ہے اور کتاب لکھنے کے بعد دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ! کتاب لکھنے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچا دیجئے۔ تو یہ ایصال ثواب درست ہے حالانکہ کتاب لکھ کر ایصال ثواب کرنے کا عمل نہ تو کبھی حضور اقدس ﷺ نے کیا اور نہ صحابہ کرام نے کیا، اس لیے کہ حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام نے کوئی کتاب لکھی ہی نہیں۔

(بدعت ایک سنگین گناہ ص ۳۵)

اب دیوبندی گروپ اپنی حقیقت سمجھ چکے ہوں گے اور آئندہ اہلسنت سے ان کے عمل خیر پر یہ مطالبہ نہیں کریں گے کہ کیا یہ عمل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ کیونکہ کوئی اچھا عمل اگرچہ واضح طور پر ثابت نہ بھی ہو اور خیر القرون میں نہ بھی ہو تو وہ پھر بھی بدعت نہیں ہوتا...... جبکہ رسول اللہ ﷺ کی آمد اور تشریف آوری پر خوشیوں کا اظہار تھانوی دیوبندی کے بقول قرآن کی آیت سے ثابت ہے۔

بدعتی کون ہے؟:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آج یہ بات بھی بے نقاب کردی جائے کہ دوسروں کو بدعتی قرار دینے والے اور بدعت بدعت کی رٹ لگانے والے خود کتنے پانی میں ہیں اور بدعت کی دلدل میں کس قدر پھنسے ہوئے ہیں۔ اپنے لکھے ہوئے اس اصول پر بغلیں بجانے والے کہ جو چیز خیر القرون یعنی رسول اکرم ﷺ صحابہ کرام اور تابعین وتبع تابعین سے ثابت نہ ہو وہ بدعت ہے، گمراہی ہے اور اسے اپنانے والے بدعتی اور گمراہ ہیں۔

اب ذرا اپنا بھی نظارہ کریں! (۱) روزانہ نماز فجر کے بعد درس قرآن۔ (۲) سالانہ ختم بخاری کا اہتمام۔ (۳) مدارس کا مروجہ نظام تعلیم۔ (۴) موجودہ انداز میں مساجد کی تعمیر۔ (۵) دینی کتب اور رسائل وغیرہ۔ (۶) تبلیغی جماعت اور مختلف ادارے، تنظیمیں۔ (۷) سالانہ اور ماہانہ جلسے، دروس وغیرہ۔ (۸) محفل حسن قرأت۔ (۹) ۳۰ روزہ تربیتی کورسز۔ (۱۰) دورۂ تفسیر القرآن۔ (۱۱) دورۂ حدیث۔ (۱۲) دورۂ صرف ونحو۔ (۱۳) قرآن مجید کی موجودہ انداز میں اشاعت۔ (۱۴) کتب حدیث کی اشاعت۔ (۱۵) ختم نبوت کانفرنس۔ (۱۶) سیرت کے نام پر کانفرنس (۱۷) قرآن کے اردو اور دیگر زبانوں میں ترجمے۔ (۱۸) عیدوں کے بعد دعا کرنا۔ (۱۹) جلسوں کے بعد اجتماعی دعا۔ (۲۰) قبر پر ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا۔ (۲۱) دیوبند کا صد سالہ جشن۔ (۲۲) اندرا گاندھی کی شمولیت۔ (۲۳) ڈیڑھ سو سالہ خدمات دار العلوم دیوبند کانفرنس (۲۴) مدرسوں کیلئے کھالیں اور فطرانہ مانگنا۔ (۲۵) طلباء کیلئے ماہانہ کفالتی پیکج تیار کرنا۔

اب چند مسائل دیوبندی عقائد ونظریات سے متعلقہ بھی دیکھ لیجئے! اور پھر قرآن وحدیث، صحابہ وتابعین سے ان کا ثبوت دیجئے!

(۱) اللہ تعالیٰ کو غیب کا علم ہر وقت نہیں ہوتا (تقویۃ الایمان ص ۳۴)

(۲) اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۳۸)

(۳) جو برے کام بندہ کرسکتا ہے وہ خدا بھی کرسکتا ہے (الجہد المقل ج ۱ ص ۴۱)

(۴) خاتم النبیین کا معنی "آخری نبی" کرنا جاہلوں کا کام ہے (تحذیر الناس ص ۵)

(۵) اگر آپ کے زمانے میں یا آپ کے بعد بھی کوئی نبی آجائے تو آپ کی ختم نبوت میں کوئی فرق نہیں آتا (ایضاً ص ۲۸،۱۲)

(۶) رشید گنگوہی بانی اسلام یعنی اللہ کا ثانی ہے (مرثیہ ص ۵)

(۷) گنگوہی کے اندر حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے زیادہ کمالات ہیں (مرثیہ ص ۲۳)

(۸) اللھم صل علی سیدنا ونبینا مولانا اشرفعلی پڑھنا درست ہے۔ (الامداد ص ۳۵)

(۹) رحمۃ للعالمین صرف حضور ہی نہیں اور بھی کئی ہوسکتے ہیں۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۲۵)

(۱۰) جیسا علم غیب حضور کو حاصل ہے ایسا ہر بچے، پاگل اور تمام جانوروں کو حاصل ہے۔ (حفظ الایمان ص ۸)

(۱۱) نبیوں کو ہر جھوٹ سے پاک سمجھنا غلط ہے۔ (تصفیۃ العقائد ص ۲۴)

(۱۲) صحابہ کرام کو کافر کہنے والا اہلسنت ہی رہتا ہے (فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۷۶)

(۱۳) امام حسین رضی اللہ عنہ ظاہر وباطن کے کورے تھے (بلغۃ الحیران ص ۳۹۹)

(۱۴) امام حسین رضی اللہ عنہ سے ضیاء الحق اچھا تھا (مظلوم کربلا ص ۱۰۰)

(۵) حق صرف رشید گنگوہی کی زبان سے نکلتا ہے (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۱۷)

یہ صرف پندرہ مسائل باحوالہ درج کیئے گئے ہیں۔ پوری ذریت دیوبندیہ کو چیلنج ہے کہ پچیس (۲۵) گذشتہ امور کو شامل کر کے ان چالیس (40) امور کا ثبوت خیر القرون سے پیش کرو، لیکن

؎ نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

دیوبندیوں کو اپنے بدعتی ہونے کا اقرار خود بھی ہے۔ دیکھیئے!

اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے: میں نے جو لوگوں کے زعم میں ایک نئی بات (بدعت) جاری کی ہے..... اسکی وجہ یہ ہے کہ اس وقت بغیر اس کے کام چلنا دشوار تھا۔

(الافاضات الیومیہ ج ۱ ص ۱۸۳)

مزید سنیئے! تھانوی نے لکھا ہے: جو لوگ متبع سنت ہیں اور اپنی ہی (دیوبندی) جماعت کے ہیں ان کے یہاں بھی بس یہی دو چار چیزیں تو بدعت ہیں جیسے مولد کا قیام، عرس، تیجا، دسواں اس کے علاوہ اور چیزیں بدعت کی ہیں انہیں وہ بھی بدعت نہیں سمجھتے چاہے وہ بدعت ہونے میں ان سے بھی اشد ہوں۔ (الاضافات الیومیہ ج ۱۰ ص ۱۲)

ثابت ہو چکا کہ ان دیوبندیوں کی زبانیں صرف میلاد اور ایصال ثواب کے پروگراموں کو بدعت کہنے کیلئے کھلتی ہیں۔ جو کام واقعی بدعت ہیں اور سخت قسم کی بدعتیں ہیں انہیں اس فرقہ کے بظاہر متبع سنت بھی بدعت کہنا تو درکنار بدعت سمجھتے ہی نہیں۔ یہ ان لوگوں پر قدرت کی طرف سے پھٹکار ہے، بلاوجہ امور حسنہ کو بدعت کہنے کی پاداش

میں کہ انہوں نے اصلی بدعتوں کو بدعت سمجھنا ہی چھوڑ دیا ہے۔ اہل عقل و دانش بتائیں! کہ بدعت کو بدعت ہی نہ سمجھنے والا کیا اس دنیا کا بدترین بدعتی نہیں ہے؟؟؟

دیوبندیوں کی غیر شرعی امور کی حمایت:

اہلسنت کو ناجائز اور غیر شرعی امور کی حمایت کا طعنہ دینے والے دیوبندیوں کو آئینہ دکھانے کی خاطر یہاں چند وہ حوالہ جات بھی پیش کر دینا مناسب ہے جہاں دیوبندیوں نے خلاف سنت، غیر شرعی اور بدعتی امور کی حمایت، وکالت بلکہ اجازت دے رکھی ہے اور اس پر عمل بھی کر دکھایا۔ ملاحظہ ہو!

(۱) اشرفعلی تھانوی نے عشق کی وجہ سے غیر اللہ کو سجدہ کرنا درست قرار دیا ہے ملاحظہ ہو افاضات یومیہ ج ۲ ص ۱۵۳۔

دیوبندیوں نے حسین ٹانڈوی کے روبرو اپنی گردنوں، پیشانیوں کو جھکا دیا، تائب ہوئے اور منہ کے بل سجدہ کرتے گر پڑے۔ (الجمعیۃ شیخ الاسلام نمبر ص ۲۶۷)

(۲) ایک شخص نے حاجی امداد اللہ صاحب کو رب المشرقین والمغربین کہا، اسے بدعتی، کافر اور مشرک نہیں قرار دیا گیا۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۱ ص ۱۴۹)

(۳) دیوبندیوں نے راتوں کو مزار کا طواف کرنے کی بھی حمایت کر رکھی ہے۔

(تصوف اور اسلام ص ۴۱)

(۴) اشرفعلی تھانوی نے شیعوں کے تعزیہ بنانے کا یوں حکم دیا: تعزیہ بنانا مت چھوڑنا۔ (افاضات یومیہ ج ۲ ص ۱۱۵، اشرف السوانح ج ۳ ص ۲۳۲)

یعقوب نانوتوی نے اہل تعزیہ (شیعوں) کی نصرت کا فتوی دے دیا۔

(افاضات یومیہ ج ۴ ص ۱۶۷)

۵ صدر ایوب کے خلاف مولوی اجمل خاں دیوبندی، جمعیت علمائے اسلام کی قیادت میں جلوس نکلا جو سرکلر روڈ پر سینہ کوبی کرتا ہوا گذرا۔

(کوہستان، ملتان ۔ ۲۹ نومبر ۱۹۶۸ء، بحوالہ دیوبندی مذہب ص ۵۱۵)

گویا شیعوں کی ہر طرح حمایت اور ماتمی جلوس کی قیادت بھی دیوبندی کر رہے ہیں۔

۶ دیوبندیوں نے "جے ہندو کے نعرے لگائے" قشقہ (تلک) پیشانی پر لگائے اور ہندوؤں کی ارتھی (جنازہ) کو کندھا دیا۔ (افاضات یومیہ ج ۶ ص ۷۹، ۷۸)

۷ صد سالہ جشنِ دارالعلوم دیوبند میں اندرا گاندھی کی آمد، بے پردہ، ننگے بازو اس عورت سے تقریر کرائی، دیوبندی مولویوں نے جھرمٹ میں لیا، مفتی محمود نے اسٹیج پر ملاقات کی، سارے دیوبندی اس کے لیئے احتراماً کھڑے ہوئے ملاحظہ ہو اروزنامہ مشرق ونوائے وقت لاہور ۲۲، ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء، روزنامہ جنگ کراچی ۳، اپریل ۱۹۸۰ء ،نوائے وقت لاہور ۲۶ مارچ ۱۹۸۰ء، روزنامہ امروز لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۸۰ء، ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۴ جولائی ۱۹۸۰ء وغیرہ۔

۸ دیوبندی مولوی خصوصاً اسعد مدنی اور اس کے بیٹے نے اندرا کانگرس میں شمولیت کا اعلان کیا، سونیا گاندھی ننگے منہ اور ننگے بازو اور ننگے سر دیوبندیوں سے آگے کھڑی اور دیوبندی مولوی پیچھے بیٹھے دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو! روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۹۹ء۔ کیا یہاں دیوبندی اندھے ہو چکے ہیں، انہیں یہ بدعتیں دکھائی نہیں دیتیں۔

۹ تھانوی نے لکھا ہے: ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کرتا تھا، کسی نے کہا ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اس کے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اس کے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا...... ان چیزوں کو عقل کے فتویٰ سے جائز رکھا جائے گا۔ (افاضات یومیہ ج ۶ ص ۴۴) ایسی عقل پر تف! کہ جسکے نزدیک جشن میلاد حرام اور گمراہی ہو لیکن ماں سے زنا جائز ہو۔

۱۰ شورش کاشمیری نے لکھا ہے: کبھی کبھی قوالی بھی ہوتی تھی جس میں اختر علی خاں گھڑا بجاتے، صوفی اقبال تالی بجا کر ساز دیتے، سید عطاء اللہ شاہ بخاری غزل گاتے، مولانا احمد سعید شیخ مجلس بن کر بیٹھتے اور مولانا داؤد غزنوی اور عبدالعزیز انصاری حال کھیلتے۔ (سید عطاء اللہ شاہ بخاری ص ۸۲)

اس آخری حوالہ پر مزید حوالہ جات اور متعدد واقعات پیش ہو سکتے ہیں، لیکن مضمون کی طوالت کا خوف دامنگیر ہے۔ ہمیں صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ دوسروں کو تو صرف طعنہ دیا جاتا ہے غیر شرعی کام، بدعتوں کی حمایت، ناجائز امور کی وکالت اور قوالیاں گانا، بھنگڑے ڈالنا، ناچنا، غیر عورتوں کو مردوں کے پروگراموں میں لانا، تالیاں بجانا اور غزلیات گانا یہ سب دیوبندیوں کے محبوب، پسندیدہ اور امتیازی امور ہیں۔

ظالمو! پہلے اپنی خبر لو! پھر دوسروں پر برسنا!

اب اپنے ہی عناد کے شعلوں میں خود آپ جل
کس نے تجھے کہا تھا کہ جلتی پہ تیل ڈال

کیا عیدیں صرف دو ہیں؟

فیصل نوید دیوبندی نے اپنی طرف سے بڑا تیر مارتے ہوئے "عید میلاد" پر بھی برسنا شروع کیا اور لکھا کہ "تیسری عید کہاں سے آئی" اور اپنے بڑوں کی طرح جہالت وسفاہت کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ جھوٹ بولا کہ "اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں۔ (ص ۱۶)

خدا جانے یہ ساری دیوبندی ذریت ہی علم وعقل سے عاری ہے جو اتنی بات بھی نہیں جانتی کہ عید کا معنی ومفہوم کیا ہے؟ اور کسی دن کو عید قرار دینے کا کیا مطلب ہے؟ اہل علم جانتے ہیں کہ ہر خوشی اور مسرت والے دن کو عید کہا جاسکتا ہے جس کا ثبوت قرآن وحدیث اور صحابہ کرام ودیگر اکابرین کی عبارات میں موجود ہے حتی کہ خود دیوبندیوں کے ہاں بھی یہ حقیقت کارفرما ہے۔ چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں!

① ۹ ذوالحجہ کا وہ دن جب الیوم اکملت لکم الآیہ نازل ہوئی سیدنا عمر فاروق اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم نے اسے عید قرار دیا ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۱۱ مع حاشیہ، ترمذی ج ۲ ص ۱۳۰، نووی بر مسلم ج ۲ ص ۳۲۰)

② رسول اللہ ﷺ نے یوم جمعہ کو عید قرار دیا۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۳، ابن ماجہ ص ۷۸، مشکوۃ ص ۱۲۳)

③ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عاشوراء (دس محرم) کو عید کہا ہے: مصنف عبد الرزاق ج ۴ ص ۲۹۱۔

④ رسول اللہ ﷺ نے تمام ایام تشریق یعنی بڑی عید کے بعد مزید تین دنوں کو بھی عید قرار دیا ہے۔ (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۸، ۳۲۹، ترمذی ج ۱ ص ۹۶)

ہمیں پوچھنے کی بجائے کہ: پھر اسے عید قرار دینے والے اس روز نماز عید کی طرح کوئی نماز ادا نہیں کرتے اور نہ ہی عید الاضحیٰ کی طرح قربانیاں کرتے ہیں۔ (ص ۱۷)

اب وہ خود بتائیں! کہ ۹ ذوالحجہ، جمعہ کے دن، بڑی عید کے چوتھے روز اور دس محرم کو کیا نماز عید کی طرح کوئی نماز ادا ہوتی ہے، قربانیاں کرتے ہیں، دونوں عیدوں جیسا اہتمام ہوتا ہے۔ کیا یہ سب عیدیں بدعت ہیں اور لکھنے والے بدعتی ہیں؟

علامہ راغب اصفہانی نے لکھا ہے: یستعمل العید فی کل یوم فیہ مسرۃ۔ (المفردات ص ۳۵۳) ہر خوشی والے دن کو عید کہتے ہیں۔

المعجم الوسیط ص ۷۵۶ مترجم پر لکھا ہے: ہر وہ دن جس میں کوئی بڑی یاد یا خوشی منائی جائے۔ یہ ترجمہ دیوبندیوں کے مکتبہ رحمانیہ کا شائع کردہ ہے۔

اور المنجد ص ۶۹۰ میں (جس کا ترجمہ دیوبندیوں نے کیا) ہے: عید ہر وہ دن جس میں کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے واقعہ کی یاد منائی جائے۔

اب یہاں تھانوی کا فیصلہ سن لیں! "واقعی خوشی کی شے دنیا میں اگر ہے تو حضور ہی ہیں اور اس میں باب الفرح یعنی حضور کے وجود باجود پر خوشی کا امر ہے"۔

(مواعظ میلاد النبی ﷺ ص ۷۵)

ثابت ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک پر خوشی کرنے کا حکم قرآن نے دیا اور اس دنیا میں اگر کوئی ذات خوشی کرنے کی ہے تو وہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات ہے۔ کیونکہ آپ سب سے بڑی نعمت، رحمت اور فضل ہیں۔ تو جب ہر خوشی والے دن کو عید کہا جاسکتا ہے تو سب سے بڑی خوشی اور مسرت کے دن کو بھی عید کہنا بالکل درست اور

ہر طرح جائز ہے۔

دیوبندیوں کا اعتراف:

چلیے ہم دیوبندیوں سے بھی اقرار لے لیتے ہیں۔

۱. دیوبندیوں کے "شیخ التفسیر" احمد علی لاہوری کے رسالہ میں ہے: اس سال یوم آزادی پاکستان اور عید میلاد النبی کی مبارک اور مقدس دونوں تقریبات ۱۴ اگست کو ہیں۔ (خدام الدین لاہور ۲۷ جولائی ۱۹۱۲ء)۔

۲. دیوبندی رسالہ، ترجمان اسلام بابت ۴ اکتوبر ۱۹۵۸ء میں ہے: عید میلاد النبی ﷺ کی تمام تقاریب عظیم الشان طریق پر منائی گئیں۔

۳. مرکز دیوبند کے ترجمان، ماہنامہ دارالعلوم دیوبند کے نومبر ۱۹۵۷ء کی اشاعت میں ایک نظم کا یہ شعر ملاحظہ فرمائیں!

خوشی ہے عید میلاد النبی ﷺ کی   یہ اہل شوق کی خوشی انتہائی۔

۴. دیوبندیوں کے واجد الحسینی فاضل دیوبند نے لکھا ہے: عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید۔ (ماہنامہ دارالعلوم، اکتوبر ۱۹۵۸ء)

۵. شورش کاشمیری نے اپنے ہفت روزہ اخبار "چٹان" کا مورخہ ۱۷ جولائی ۱۹۶۴ء کو جشن میلاد النبی ﷺ کی تقریب سعید پر "رحمۃ للعالمین نمبر" شائع کیا اور لکھا: ہماری طرف سے اہل پاکستان کو عید میلاد النبی کی تقریب سعید مبارک ہو۔

۶. تاج دیوبندی نے ہفت روزہ "لولاک" کے ص ۲۴، ۳۱ جولائی ۱۹۶۴ء کا شمارہ "عید میلاد النبی نمبر" شائع کر کے دیوبندیوں کی ناک کاٹ دی ہے۔

۷. روزنامہ پاکستان لاہور ۱۴ اگست ۱۹۶۵ء میں ضیاء القاسمی دیوبندی کی تقریر شائع ہوئی اور نیچے لکھا ہے: مولانا ضیاء القاسمی لائکپوری مین بازار شیخوپورہ میں عید میلاد النبی کے جلسہ عام سے خطاب کر رہے ہیں۔

۸. دیوبندی "جماعت اسلامی" کے بانی مودودی کی بیگم محفل میلاد میں شریک ہوئی اور دوران تقریر کہا: ہم عید میلاد النبی بڑے چاؤ اور جذبے سے مناتے ہیں۔

(نوائے وقت لاہور ۲۱ جون ۱۹۶۷ء)

اب پوچھیے !!ان دیوبندیوں سے کہ جب تیسری عید نہیں تو یہ عید میلاد کا نعرہ لگانے والے دیوبندی کون ہیں منافق، جاہل یا بدعتی ؟؟؟

دیوبندیوں کی خودساختہ عیدیں:

①، ② اشرفعلی تھانوی نے قرآن مجید کی تفسیر بیان القرآن کے نام سے لکھی جب سورۃ الکہف مکمل کی تو چند اشعار لکھے جن کا ترجمہ یہ ہے:

اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں ایسی تعریفیں جو گزریں زیادتی اور اضافے کے ساتھ (علی باء کے معنی میں ہے) اور آج کا دن (میرے لئے) عید اور خوشی و فرحت کا دن ہے اور میرا مقدر اور نصیب عظیم نصیب ہے (یعنی آج میں خوش بخت اور خوش قسمت ہوں کیوں اس لیے کہ) اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ جو غنی عن الخلق ہے لائق ستائش ہے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے قرآن مجید کی تفسیر میں سے نصف اکثر کو مکمل کرنے کی، بدھ کے دن چودہ رجب المرجب شریف ۱۳۲۴ھ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہترین بندے کی ہجرت سے رحمت کاملہ بھیجے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور سلام بھیجے

اللہ تعالیٰ ابدالآباد یعنی تا قیام قیامت اور میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ دوسری جدید عید بھی عطا فرمائے گا (قرآن کریم کی تفسیر کے اختتام و انجام پر جو عید کا سماں ہوگا وہ بھی لے آئے گا) اور قریب کردے اللہ تعالیٰ میری طرف بعید چیز کو (یعنی قرآن مجید کی تفسیر کا دوسرا نصف) جس دن میں اپنے منہ کو بھر کر کہوں گا (فی دراصل تھی تھا) اس حال میں کہ تحقیق قرآن کریم کی تفسیر مکمل و اکمل ہوگئی ہے (کیسے کہوں گا) بہت زیادہ خوشی کرنے کے ساتھ (خوشیوں کی دھمالیں ڈالتے ہوئے) اور پرندوں کی طرح چہچہاتے ہوئے (کوئل کی طرح نغمہ سرائی اور گیت گاتے ہوئے) کہ اے میرے دوستو!! اے میرے عقیدت مندو! اے میرے مریدو! آج اختتام تفسیر قرآن کا دن عید پر عید ہے خوشی پر خوشی ہے بے شک وہ کر گزرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم نافذ کرتا ہے جس کا ارادہ رکھتا ہے۔

(بیان القرآن صفحہ ۲۵۹ جلد ۲)

نوٹ: جب تفسیر مکمل ہوگئی تو اختتام پر یہی اشعار لکھے اور یہ بھی لکھا کہ جس دن سورۃ الکہف مکمل ہوئی اس دن کو میں نے عید کا دن قرار دیا ہے۔

اب جواب دیں کہ جس دن تفسیر قرآن مکمل ہو وہ دن عید ہو سکتا ہے۔ یوم میلاد النبی ﷺ تو عیدوں کی عید ہے اس دن کو عید کہنے سے عداوت کیوں؟

(۳) محمد تقی عثمانی دیوبندی اپنے بھائی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے بڑھ کر روز عید کوئی نہ ہوتا جب وہ کراچی آجاتے۔

(نقوش رفتگاں صفحہ ۳۱ مکتبہ معارف القرآن کراچی)

(۴) ذوالفقار احمد دیوبندی لکھتے ہیں کسی نے بزرگ سے پوچھا کہ حضرت عید کب

ہوگی انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بھائی جب دید ہوگی تب عید ہوگی یعنی جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی...... جب وہ کعبہ کی دید کرتے تھے پھر ان کی عید ہو جایا کرتی تھی۔ (سوئے حرم صفحہ ۱۹ مکتبہ الفقیر فیصل آباد ۲۰۰۹ء)

جشن میلاد کی ابتداء کب ہوئی؟

اگر اس سلسلہ میں مزید کچھ نہ بھی لکھا جائے تو اب تک کی بحث سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ جشن میلاد کے رنگا رنگ پروگرام قرآنی تعلیمات کے مطابق ہیں، شرعاً درست ہیں، ان کے ناجائز، بدعت، گمراہی اور غلط ہونے پر کوئی دلیل نہیں، اگر بظاہر کوئی کام نیا بھی ہو، ہیئت کذائیہ سے ابتدائی زمانوں میں موجود نہ بھی ہو، قرآن وسنت میں اس کی صراحت نہ بھی ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے انجام نہ بھی دیا ہو تو وہ پھر بھی بدعت و ناجائز اور خلاف شرع نہیں کیونکہ قرآن وسنت کے مخالف نہیں ہوتا۔ لیکن ہم دیوبندیوں کے سارے مضمون کا جواب لکھنا چاہتے ہیں تاکہ حقیقت واضح ہو جائے اور منافقت، دورخی اور کذب بیانی کا قلع قمع ہو جائے۔ فیصل نوید دیوبندی نے بڑے پیچ وتاب کیساتھ یہ بتانے کی بھی بے جا زحمت گوارا کی ہے کہ جشن میلاد کی ابتداء کب ہوئی۔ اور اپنے فاسد گمان میں عوام الناس کی معلومات میں اضافہ کرنے کی خاطر لکھ مارا:

(۱) ''سب سے پہلے چوتھی صدی ہجری میں رافضی وغالی شیعہ نے مصر میں حکومت ملنے کے وقت جاری کیا'' اور اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے سب سے پہلے ''علامہ المقریزی'' کی عبارت لکھی۔ حالانکہ اس عبارت میں ''جاری کرنے'' اور ''آغاز

کرنے" کا کوئی لفظ ہی نہیں۔ ایسے ہی "علامہ قلقشندی" کی عبارت میں بھی 'ایجاد کرنے" کا کوئی جملہ نہیں۔ اصل بات تو یہ ہے کہ اگر اس کا آغاز شیعوں نے بھی کیا ہو تو دیوبندیوں کے بڑوں نے انہیں شیعوں کی امداد اور ان کی حمایت کرنے کا حکم دیا ہے۔ حوالہ جات گذر چکے ہیں۔ لہٰذا وہ شیعوں کی مخالفت کی بجائے ان کی حمایت کریں!

دوسری بات یہ ہے کہ حافظ ابن کثیر نے ان رافضیوں کا ذکر کرنے کے باوجود انہیں ایجاد کرنے والا قرار نہیں دیا۔ جبکہ دیوبندیوں کی عبارت میں یہ جملے واضح طور پر نظر آرہے ہیں: شریک میلاد مختلف لوگ مثلاً قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) داعی ومبلغ اور خطباء وقرا حضرات قاہرہ اور مصر کی دیگر یونیورسٹیوں کے اعلیٰ عہدیداران اور مزاروں وغیرہ کے دربان ونگران" (ص ۱۸)

بتایا جائے کیا یہ سارے شیعہ غالی تھے؟ یہ سب بدعتی ہیں؟ کیا یہ سب بے ایمان اور مشرک ہیں؟ کوئی تو انصاف کی بات کرو!

نوید دیوبندی نے یہاں کچھ کتب کے نام لکھ کر تفصیل دیکھنے کا مشورہ دیا، وہ ان کتب کی اصل عبارت پیش کریں، ہم چودہ طبق روشن کردیں گے، ان جاہلوں نے سلمان ندوی کی "سیرت النبی ﷺ" ج ۳ ص ۶۶۴ (طبع دوم) کے بلاحوالہ جملے کو بھی نقل کیا۔ جب وہ بلاحوالہ ہے تو مردود باطل ہے۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس کتاب کے متعلق ان کے گھر کا کیا تبصرہ ہے لکھا ہے: "سیرت النبی ﷺ کی کتاب میں ایک گستاخی"۔ (ملفوظات حکیم الامت ج ۳ ص ۱۶۹)

گستاخ لوگوں کے حوالے وہی دے گا جو خود گستاخ ہوگا۔

۞ دیوبندی شاطر نے اگلے صفحہ پر لکھا: "بدعت میلاد مصر کے فاطمیوں سے عراق (اربل وموصل) کے سنیوں تک"۔ (ص ۱۸)

یعنی یہ وہ چیز ہے جسے سنیوں نے قبول کیا ہے۔ یہ شیعوں کا کوئی ذاتی اور انفرادی معاملہ ہرگز نہیں ہے، لیکن دیوبندی فتنہ باز کیا کہتے ہیں: یہ لوگ شیعہ تھے انہوں نے چوتھی صدی ہجری میں اسے ایجاد کیا۔ تاہم پھر ایک وقت آیا جب افضل بن امیر الجیوش نے اس بدعت کو بند کردیا تھا۔ لیکن پھر اربل وموصل میں ابوسعید مظفر الدین کو کبوری اور ایک صوفی عمر بن محمد الملا کی ملی بھگت سے ساتویں صدی ہجری میں دوبارہ اس کا آغاز ہوا البتہ سنیوں نے...... صرف میلاد النبی ﷺ پر زور دیا" (ص ۱۹)

اس ضمن میں علامہ ابوشامہ، علامہ سیوطی کیساتھ ایک نجدی سعودی محمد بن ابراہیم کا بھی حوالہ نقل کردیا جن کو ان کے حسین احمد مدنی ٹانڈوی نے جگہ جگہ خبیث قرار دیا ہے ملاحظہ ہو الشہاب الثاقب ص ۵۱، ۵۴، ۶۲، ۶۵،

جبکہ علامہ ابوشامہ اور علامہ سیوطی علیہما الرحمہ نے ہرگز یہ نہیں لکھا کہ پہلے آغاز کرنے والے شیعہ اور بعد میں ابوسعید کوکبری اور عمر بن محمد نے دوبارہ آغاز کیا ہے۔ یہ صرف ایک علاقہ کی بات ہورہی ہے۔ درحقیقت میلاد شریف منانے کا آغاز خود محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ خود علامہ ابوشامہ کی عبارت میں ابوسعید مظفر الدین کو ایجاد کرنے والا نہیں بلکہ پیروی کرنے والا لکھا ہے، جسے دیوبندی نے نقل تو کیا، لیکن اپنی قلبی خباثت کی وجہ سے سمجھنے سے قاصر رہا یا جان بوجھ کر اندھا بنا اور لوگوں کو گمراہ کرڈالنے کی مکروہ چال چلی اور جس حافظ ابن کثیر کے حوالے دیوبندی نے نقل کیئے انہوں نے ابو

سعید بادشاہ کے محفل میلاد شریف کرنے کو نقل تو کیا ہے، لیکن اسے موجد ہرگز قرار نہیں دیا ملاحظہ ہو! البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۱۳۶، دوسرا نسخہ ج ۲ ص ۱۷۲ دار ابن حزم۔

نوٹ: یہ بھی یاد رہے کہ انہوں نے فاطمی شیعوں کا ذکر کرنے کے باوجود انہیں بھی موجد نہیں کہا۔

ایسے ہی حضرت ملا علی قاری نے بھی اس کا ذکر کیا لیکن اس بادشاہ کو آغاز کرنے والا قرار نہیں دیا۔ (المورد الروی ص ۳۱)

حقیقت بے نقاب ہوتی ہے:

شیخ علامہ سید محمد بن علوی مالکی (محدث مکہ مکرمہ) نے حقیقت کو یوں بے نقاب کیا ہے: ''ان اول المحتفلین بالمولد هو صاحب المولد وهو النبی ﷺ كما جاء في حديث الصحيح'' (حول الاحتفال بذکری ص ۵۱ المولد النبی الشریف)

بلاشک وشبہ میلاد شریف منانے کا آغاز خود صاحب میلاد، نبی کریم ﷺ نے فرمایا جیسا کہ حدیث صحیح میں موجود ہے (سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزہ کے متعلق پوچھا گیا (کہ آپ اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں) تو ارشاد فرمایا: ذاك يوم ولدت فيه...... الحدیث

اس دن میرا میلاد ہوا تھا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۸، مشکوٰۃ ص ۱۷۹)

یہ حدیث شریف میلاد شریف منانے کے جائز ہونے پر سب سے زیادہ صحیح اور سب سے زیادہ واضح دلیل ہے۔ اور ان لوگوں کی بات لائق التفات ہی نہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ میلاد منانے کا آغاز کرنے والے فاطمی شیعہ تھے کیونکہ یہ تو جہالت ہے یا جان بوجھ کر

حق سے چشم پوشی ہے۔ اس کے بعد علامہ علوی مالکی نے ان شاطر اور مکار لوگوں کی اس بات کا رد کیا جو انہوں نے حافظ ابن کثیر علیہ الرحمہ کے حوالہ سے نقل کی۔ وہ لکھتے ہیں: وہ حوالہ جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے ہم کہتے ہیں: نعم کہ تم نے جھوٹ بولا ہے، جس بات کا تم نے حافظ ابن کثیر کی طرف سے دعویٰ کیا اور ان کی طرف سے نقل کیا ہے وہ سراسر جھوٹ، بہتان اور دھوکہ ہے اور تم نے علماء امت کی عبارتیں نقل کرنے میں خیانت کی ہے اور اپنی بات پر اصرار کرتے ہو تو ہم کہتے ہیں: لاؤ وہ صریح عبارتیں تم نے اپنی نفس کی خواہش کی پیروی ہے، ہم تم پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں، اے مسلمان بھائی آئیں تم کو حافظ ابن کثیر کی اصل رائے بتاؤں، جس کو عدل وانصاف کا دعویٰ کرنے والوں نے چھپا لیا ہے (پھر انہوں نے علامہ ابن کثیر کی وہ طویل عبارت نقل کی ہے۔ جس میں انہوں نے بادشاہ مظفر الدین کے محفل میلاد منانے کا ذکر کرتے ہوئے ان کی بہت تعریف کی ہے۔ (ایضاً ص ۵۶ تا ۶۰)

حدیث شریف روشنی میں علامہ مالکی کا بیان واضح کر رہا ہے کہ جشن میلاد اور میلاد منانے کا آغاز ہمارے آقا ﷺ نے خود فرمایا ہے۔

مسلمانوں کا دائمی عمل:

دیوبندی کے جھوٹ، بہتان اور دھوکہ کو مزید طشت ازبام کرنے کیلئے ہم چند حوالہ جات اور نقل کر دیتے ہیں، جن سے ثابت ہو رہا ہے کہ یہ عمل چوتھی یا ساتویں صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا بلکہ ابتداء سے چلا آرہا ہے

① صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک محفل کے انعقاد کی وجہ بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں

یوں عرض کی: جلسنا نذکر اللہ ونحمدہٗ علی ماھدانا للاسلام ومن علینا بک۔

(مسند احمد ج ۴ ص ۹۲، طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۳۱۱، نسائی ج ۲ ص ۳۱۰)

ہم اسلیے جمع ہوئے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں اور اس کی حمد وثناء کریں اس بات پر کہ اس نے اسلام کی راہ دکھائی اور آپ کی وجہ سے ہم پر احسان فرمایا ہے۔ یعنی ہمیں

خوشی ہے آمنہ کے لال کے تشریف لانے کی

بعد میں تمام مسلمانوں نے یہ کام جاری رکھا ملاحظہ ہو۔

② امام سخاوی نے لکھا ہے: لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ ﷺ۔ (سبل الھدیٰ والرشاد ج ۱ ص ۴۳۹)

تمام علاقوں اور بڑے بڑے شہروں میں مسلمان ہمیشہ سے میلاد شریف کے مہینے میں محفلیں کرتے رہے ہیں۔

③ علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں: لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی ﷺ ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول۔ (المیلاد النبوی ص ۵۸)

حرمین شریفین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) مصر، یمن، شام اور مشرق ومغرب کے تمام عرب شہروں کے باشندے ہمیشہ سے میلاد النبی ﷺ کی محافل سجاتے اور بارہ ربیع الاول کے چاند کی آمد پر خوشیوں کا اہتمام کرتے رہے ہیں۔

④ شارح بخاری علامہ احمد قسطلانی لکھتے ہیں: وما زال اھل الاسلام یحتفلون لشھر مولدہ علیہ السلام۔ (المواھب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷)

میلاد النبی ﷺ کے مہینے میں مسلمان ہمیشہ سے محفلوں کا انعقاد کرتے رہے ہیں۔

⑤ علامہ ملا علی قاری نے امام سخاوی کی مذکورہ عبارت بھی نقل کی اور یہ بھی لکھا ہے:

وقد قام اھل کل بما ھو اھل لہ وفعل کل من الجمیل بما ھو میسر وسھل لہ من زیارۃ المولد والمولود۔ (المورد الروی ص ۲۶)

اور ہر کسی نے (میلاد منانے کے سلسلہ میں) وہ کچھ کیا جو وہ کر سکتا تھا اور ہر کسی نے جو کیا اچھا کیا، جو اسے میسر تھا اور آسان تھا، مقام ولادت کی زیارت اور ذکر ولادت۔

⑥ علامہ قسطلانی کی عبارت کو علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۲۲۳ پر۔

⑦ علامہ ابن عابدین شامی نے شرح المولد لابن حجر (جواہر البحار ج ۳ ص ۳۳۸ پر

⑧ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے ماثبت من السنہ ص ۶۰ پر۔

⑨ علامہ احمد زینی دحلان مکی نے سیرت نبویہ ص ۱۵۹ پر

⑩ دیوبندیوں کی معتبر کتاب تواریخ حبیب الٰہ ص ۱۵ پر مفتی عنایت احمد کاکوروی نے یہ مضمون لکھا۔

⑪ دیوبندیوں کے مرکزی پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے شمائم امدادیہ ص ۵۰، ۴۷، اور امداد المشتاق ص ۸۸، ۵۰ پر کہا "مولود شریف تمامی اہل حرمین کرتے ہیں...... ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے۔

(۱۴) اور علامہ محمد بن علوی مالکی نے لکھا ہے: میلاد منانا ایسا کام ہے جسے تمام علاقوں کے علماء اور مسلمانوں نے اچھا قرار دیا ہے (مقدمہ مورد الروی ص ۱۵)

ثابت ہوگیا کہ میلاد منانا مسلمانوں کا کام ہے جو چوتھی یا ساتویں صدی ہجری میں شروع نہیں ہوا بلکہ دور صحابہ رضی اللہ عنہم سے چلا آرہا ہے۔ اب یہاں قرآن وحدیث کی بجائے دیوبندیوں کے ایک پیشوا کا فیصلہ نقل کردینا زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ لوگ اپنوں کی تو ضرور مانیں گے۔ ڈاکٹر خالد محمود دیوبندی نے لکھا ہے: مومن مسلمانوں کے اجماع سے بغاوت نہ کرے اپنی علیحدہ راہ نہ چلے کیونکہ حوزۂ اسلام سے خروج کرنے والا بالآخر اسلام سے ہی نکل جاتا ہے۔ (آثار الحدیث ج۱ ص ۳۵۱)

ہم کہیں گے!

اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی
میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

کیا میلاد پر کتاب لکھنا جرم ہے؟

دیوبندی شاطر فیصل نوید شیخ ابوالخطاب بن دحیہ پر برستا ہوا لکھتا ہے: اس بدعت کے جواز پر ابوالخطاب بن دحیہ نے "التنویر فی مولد البشیر والنذیر" نام کی کتاب لکھ کر انہیں مواد مہیا کیا۔ (ص ۱۹،۲۰)

اگر میلاد شریف کے جواز پر کتاب لکھنا جرم ہے تو سنیئے یہ جرم کتنے کتنے عظیم لوگ سرانجام دے رہے ہیں۔ مثلاً:

(۱) علامہ جلال الدین سیوطی نے "حسن المقصد فی عمل المولد" کے نام سے

مضمون لکھا۔

(۲) علامہ ابن جوزی نے "بیان المیلاد النبوی" اور "مولد العروس" نام کی دو کتابیں لکھیں۔

(۳) حافظ ابن کثیر نے "مولد رسول اللہ ﷺ" لکھی اور "التنویر" کتاب کی حمایت اور تعریف بھی کی ہے ملاحظہ ہو! البدایہ والنہایہ ج۱ ص ۳۲۸، ج۲ ص ۱۷۷ دار ابن حزم۔

(۴) علامہ ملا علی قاری نے "مورد الروی فی المولد النبوی" لکھی۔

(۵) حافظ ابن ناصر الدین دمشقی نے تین جلدیں "جامع الآثار فی مولد النبی المختار (کشف الظنون ص ۳۱۹) کے نام سے اور ایک مختصر کتاب "اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق" لکھی ہے۔

(۶) حافظ سخاوی نے "جزء فی المولد الشریف" لکھی۔

(۷) علامہ سید جعفر برزنجی نے "مولد النبی" لکھی، جو عرب ممالک میں آج بھی پڑھی جاتی ہے۔

(۸) دیوبندیوں کے مرکزی پیر حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے فیصلہ ہفت مسئلہ ص، شمائم امدادیہ ص ۵۰، ۴۷، اور امداد المشتاق ص ۸۸ پر جائز لکھا۔

(۹) اشرفعلی تھانوی نے نشر الطیب اور مواعظ میلاد النبی ﷺ میں ایسا مواد لکھا ہے

(۱۰) دیوبندیوں کی معتبر کتاب "تواریخ حبیب الہٰ" میں بھی اس کا مواد موجود ہے۔ اگر شرم وحیا اور عقل وشعور رخصت ہو چکا ہے تو لگا دو فتویٰ کہ یہ سارے بدعتی، گمراہ

اور دوزخی ہیں!!!۔

مظفر الدین کوکبری کا تعارف:

اس عنوان کے تحت دیوبندی ملاں نے ان کا تعارف کرانا چاہا، لیکن جس جاہل کو خود تعارف نہیں وہ دوسروں کو خاک تعارف کرائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا نام بھی درست نہیں لکھ سکا کوکبری کو "کوکوری" لکھتا رہا ہے۔ اور بغیر کسی اصل حوالہ کے لکھتا ہے: "یہ بادشاہ موسیقی ناچ گانے کا بہت شوقین تھا لوگوں کے اموال غصب کر کے فقراء پر خیرات کیا کرتا تھا" (ص۲۰) لعنة الله على الكاذبين! کیا ان لوگوں کو موت یاد نہیں، یہ شقی القلب اپنے بہتانوں کا روز قیامت کیا جواب دیں گے؟ اس بہتان تراش نے "سبط ابن الجوزی" اور امام ابن کثیر" کہہ کر دو عبارتیں نقل کیں ہیں، لیکن ان میں اس طرح کا کوئی جملہ نہیں ہے اگر دیوبندیوں میں دم خم اور غیرت نام کی کوئی چیز ہے تو وہ "مرآۃ الزمان" اور "البدایہ والنہایہ" سے اپنا دعویٰ ثابت کر کے دکھائیں۔ مہلت قیامت تک ہے۔ حالانکہ: سبط ابن جوزی نے بادشاہ کی دین داری اور علماء وصوفیہ سے محبت کا ذکر کرتے ہوئے اس کی زاہدانہ زندگی کی تعریف کی ہے کہ اس کا اپنا لباس انتہائی سادہ ہوتا تھا جبکہ اہل علم کو شاندار لباس پہناتا۔ مزے کی بات ہے کہ اس کو خود دیوبندی نے بھی لکھا ہے: (ص۲۰) اور علامہ سیوطی نے بھی نقل کیا ہے ملاحظہ ہو الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰، ۱۸۹۔ اور حافظ ابن کثیر نے بھی اس بادشاہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ اس کے بہت اچھے اعمال ہیں وہ بہت زیرک، بہادر، مدبر، پرہیزگار، عادل اور عالم دین تھا، اللہ اس پر رحم کرے اور اس کا ٹھکانہ بہتر بنائے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۱۳۶،

الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۸۹، دیوبندی دجال البدایہ کے حوالہ سے یہ باتیں "کوے کی یخنی" سمجھ کر نگل گیا ہے۔ اس شخص نے تیسرا حوالہ ابن خلکان کا دیا اور وہ بھی اصل کتاب کا نہیں، فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۳۲ کے حوالے سے، اگر وہاں اسی طرح لکھا ہوا ہے تو فیصل نوید کے علاوہ فتاویٰ رشیدیہ والے نے بھی جھوٹ بولا اور بہتان تراشی کی ہے۔ حالانکہ ابن خلکان نے بادشاہ کو "ملک معظم" لکھا ہے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰)

کیسے دجال، کذاب اور بہتان باز ہیں یہ دیوبندی؟ ایک نیک سیرت مسلمان بادشاہ پر کیسے کیسے بہتان گھڑ رہے ہیں۔ معاذ اللہ

نوٹ: علامہ ابو شامہ، جن کا حوالہ دیوبندی نے نقل کیا، انہوں نے اسی کتاب کے اسی حوالے کے قریب ہی بادشاہ کی تعریف کر رکھی ہے۔ جسے اس خائن ومکار کمینی نے "شیر مادر" سمجھ کر ہڑپ کر لیا ہے۔

ابو الخطاب بن دحیہ کا تعارف:

یہ عنوان قائم کر کے اس دیوبندی نے ان کا تعارف کراتے ہوئے اپنے اندر کا بغض اور کوڑھ اُگلا ہے۔ اور انہیں پرلے درجے کا احمق، متکبر، گستاخ اور بڑا لالچی خود غرض لکھا۔ اس پر اس نے بزعم خود لسان المیزان اور ابن نجار کا حوالہ دیا اور وہ بھی اصل کتاب سے نہیں "تاریخ میلاد" نامی کتابچہ سے چرا کر۔ اس مقام پر اسے نہ تو ابن کثیر، سیوطی اور سبط ابن جوزی یاد رہے اور نہ ہی ابن اخلکان کا کوئی خیال آیا۔ کیونکہ ان تمام حضرات نے ان کا اچھے الفاظ میں تعارف کرایا ہے۔ مثلاً: ابن خلکان کہتے ہیں: كان من اعيان العلماء ومشاهير الفضلاء۔ (الحاوی للفتاوی ج ۱ ص ۱۹۰)

وہ بڑے جید قسم کے علماء اور مشہور فضلاء سے تھے۔علامہ سیوطی نے بھی تعریف کی اور اس عبارت کو اپنی تائید میں نقل کیا ہے۔(ایضاً)

علامہ ابن کثیر نے "الشیخ ابوالخطاب بن دحیہ" لکھ کر بڑے ادب سے ذکر کیا اور ان کی کتاب سے حوالے لکھے ہیں۔

(البدیہ والنہایہ ج ۱ص ۳۲۸، ج ۲ص ۱۷۷ دار ابن حزم)

اور شیخ مذکور کی تعریف علامہ محمد بن یوسف شامی نے بھی لکھی ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۱ص ۳۶۳)

اگر ہر طرف سے دامن بچا کر اتنا بھی مان لیا جائے کہ وہ مجروح اور ضعیف تھے تو کیا ایسے راوی کا کوئی اچھا عمل بھی قابل قبول نہیں ہوتا، کیا اسکے سارے اعمال برباد جاتے ہیں، کیا گنہگار کی نیکیاں ضائع جاتی ہیں؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

انالانضیع اجر من احسن عملاً (الکہف:۳۰)

جو بھی اچھا عمل کرے، ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

اگر فاسق، متکبر، گنہگار کے تمام اعمال برباد ہیں تو کیا دیوبندی جماعت میں سارے فرشتے اور معصوم رہتے ہیں، آج کے بعد وہ بھی نیک عمل کرنے سے باز آجائیں۔کیونکہ فاسق کا عمل مردود ہے۔اے عقل کے دشمنو! اگر کتے کو پانی پلانے والے بدکردار کی بخشش ہو سکتی ہے۔(بخاری ج ۱ص ۳۱۸)

تو محبوب مکرم ﷺ کا ذکر کرنے والے بھی بخشے جا سکتے ہیں۔تم اپنی فکر کرو! جو ذکر رسول کو بدعت کہتے ہو، محبت رسول پر فتوے داغتے ہو اور اہل عشق کو جہنمی باور کراتے

ہو، تم دوزخ کے کس طبق میں ہو گے، کیونکہ منکروں کیلئے کوئی چھٹ نہیں ہے۔

اور تم پہ میرے آقا کی عنایت نہ سہی
منکروں کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا

زمانہ حال میں عید میلاد اور جلوس؟

اس دیوبندی نے اپنی قساوت قلبی اور شقاوت ازلی کی بناء پر "عید میلاد اور جلوس" کو بعد کی جاری کی ہوئی چیز ثابت کرنے کیلئے ادھار کھایا ہوا ہے۔بفرض محال اگر یہ ۱۲۰۰ھ کے امور بھی ثابت ہو جائیں، تب بھی بدعت اور گمراہی قرار نہیں پا سکتے، وجہ یہ ہے کہ بدعت ضلالت وہ نہیں ہوتی کہ کسی بعد والے دور میں پیدا ہو بلکہ بدعت ضلالت قرآن وسنت کے مخالف اور متضاد چیز کو کہتے ہیں چاہے وہ دور رسالت مآب میں ہی شروع ہو جائے۔اور کوئی اچھا کام صدیوں بعد بھی شروع ہو جائے تو وہ ہرگز بدعت گمراہی نہیں ہوتا۔ارشاد نبوی ہے:

من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعدہ ......الحدیث۔(مسلم ج ۲ص ۳۴۱، مشکوٰۃ ص ۳۳)

جو بھی اسلام میں کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو اسے اپنا اور انکا اجر ملے گا جو بعد میں اس پر عمل کریں گے۔

اور "کیا ہر بدعت گمراہی ہے؟" کے تحت ہم دیوبندیوں کی بارہ (۱۲) عبارتیں پیش کر چکے ہیں جن سے ثابت ہے کہ ہر نیا کام بدعت نہیں ہوتا، ہر اچھے کام کا ثبوت رسول اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ضروری نہیں۔دین کیلئے اپنی طرف سے

نئے کام بھی جاری کئے جاسکتے ہیں۔ آج کل کے کئی امور جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں نہیں تھے اور وہ اچھے کام ہیں، اگر کوئی کام ابتدائی زمانوں میں نہ تھا اور اسے بعد میں شروع کرلیا گیا تو یہ نہ بدعت ہے اور نہ ہی ناجائز۔ ایک مرتبہ دیوبندیوں کی عبارتوں کو پھر پڑھ لیجئے! تاکہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہ ہو۔

ان اصول دیوبندیہ کی "روشنی" میں اگر بقول فیصل نوید دیوبندی "متحدہ ہندوستان میں سب سے پہلے عید میلاد کا تذکرہ ۱۹۰۴ء میں ملتا ہے" (ص ۲۱) اور "لاہور میں عید میلاد النبی ﷺ سب سے پہلے ۵ جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو جلوس نکالا گیا" (ص ۲۲) تو بھی بدعت اور ناجائز قرار نہیں پاتا کیونکہ ہم متعدد حوالہ جات سے ثابت کرآئے ہیں کہ اگر اچھا کام کسی بھی دور میں شروع ہوجائے وہ جائز ہی ہوتا ہے۔ اور میلاد شریف کے پروگرام کا آغاز مسلمانوں کے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہر دور میں مخلص اور وفادار امتیوں نے اسے قائم و دائم رکھا ہے۔

والحمد لله على ذلك

حکومت برطانیہ کا حوالہ؟

فیصل نوید نے عوام الناس میں تشویش پیدا کرنے کیلئے یہ بھی لکھا کہ جلوس کیلئے اجازت نامہ حکومت برطانیہ سے حاصل کیا گیا اور اخبارات کی فوٹو سٹیٹ (اسی طرح لکھا ہے) ماہنامہ حرمین علوم اثریہ جہلم کے ادارے کے ریکارڈ میں موجود ہیں"۔ (ص ۲۳)

۱ آپ بالکل فکر نہ کریں تمہاری اور جہلم والے وہابیوں کی تمام حرکتیں ہمارے ریکارڈ میں موجود ہیں اگر ضرورت پڑی تو وہ تمام کی تمام عوام کی عدالت میں پیش ہوں

گی، سردست ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آپ لوگ دھوکہ وفریب اور دجل ومکاری چھوڑ دیں اس تحریر سے تم نے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ شاید جلوس کے جواز کا فتویٰ حکومت برطانیہ سے لیا گیا تھا۔ اگر وہ اخباری رپورٹ ٹھیک ہے تو صرف اس کا یہ مطلب ہے کہ انتظامی طور پر ان سے اجازت نامہ لیا تاکہ کوئی شرپسند کسی قسم کی شرارت نہ کرے اور جلوس کا پروگرام نامکمل رہ جائے۔ جس طرح کہ آج ہر فرقہ انتظامیہ سے اجازت لے کر جلسے، محفلیں، اور اجتماعات کرتا ہے۔ کیا اس وقت یہ مقصد ہوتا ہے کہ ہم ان سے ان پروگراموں کے جائز یا ناجائز ہونے کا فتویٰ لے رہے ہیں، اگر عقل رخصت ہوجائے تو یہی گل کھلتے ہیں۔ شاید حکومت برطانیہ کا حوالہ دینے والے یہ دیوبندی اپنا ماضی اور اپنا کردار بھول گئے ہیں، چلیں ہم کچھ یاد کرائے دیتے ہیں۔

١ دیوبندیوں کے بزرگ "سید احمد" انگریزوں یعنی حکومت برطانیہ سے مدد لیتے رہے ہیں۔ (نقش حیات ج ۲ ص ۳۱۹)

٢ حکومت برطانیہ دیوبندیوں کے لشکر کے کھانے پینے کا بھی انتظام کرتی رہی ہے۔ (سیرت سید احمد ج ۱ ص ۲۱۷)

٣ قاسم نانوتوی اور رشید گنگوہی اس حکومت کے دلی خیرخواہ تھے۔ (تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹)

٤ رشید گنگوہی کہتا تھا کہ میں حقیقت میں سرکار (انگریزی) کا فرمانبردار ہوں ...... سرکار مالک ہیں۔ (ایضاً ج ۱ ص ۸۰)

٥ عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس حکومت کو "رحم دل گورنمنٹ" کہتا ہے۔

(ایضاً ج ا ص ۷۳)

۶ اشرفعلی تھانوی چھ سو روپیہ ماہوار لیتا رہا ہے۔(مکالمۃ الصدرین ص ۹)

۷ دیوبندیوں کا مدرسہ اس حکومت کا ممد و معاون ہے۔

(محمد احسن نانوتوی ص ۲۱۷)

۸ دیوبندیوں کے نزدیک حضرت خضر بھی انگریزوں کی صف میں تھے۔

(سوانح قاسمی ج ۲ ص ۱۰۲)

۹ احسن نانوتوی دیوبندی نے حکومت برطانیہ سے بغاوت کو خلاف قانون قرار دیا۔(محمد احسن نانوتوی ص ۵۰)

۱۰ دیوبندیوں کی جماعت "جمعیت علماء اسلام" اسی حکومت کی مالی امداد اور اس کے ایماء پر قائم ہوئی تھی۔(مکالمۃ الصدرین ص ۷)

کچھ نشہ منافقت دور ہوا؟ اب سمجھ گئے کہ حکومت برطانیہ کا وفادار، نمک خوار اور حب دار کون ہے؟......رہ گئے غیر مقلد وہابی تو ان کے "شیخ الکل نذیر حسین دہلوی نے انگریزی میم کی خدمت کے صلہ میں اسی حکومت سے انعام حاصل کیا۔

(سر دلبراں ص ۶۳، فتاویٰ نذیریہ ج ۳ ص ۲۸۴)

اور محمد حسین بٹالوی نے اپنی پارٹی کا نام "اہلحدیث" اسی حکومت سے الاٹ کروایا تھا۔

(سیرت ثنائی ص ۵۲، ترجمان وہابیہ ص ۶۲، آثار صدیقی ج ۲ ص ۱۶۲)

کتنے افسوس کی بات ہے کہ دوسروں کو طعنہ وہ دے رہے ہیں جو ہر طرح حکومت برطانیہ کے احسانات کے نیچے دبے ہوئے ہیں۔ وہابیوں کے صرف دو حوالے پیش کیے ہیں اگر

وہ ڈائرکٹ سامنے آئیں گے تو مزید حقائق بے نقاب ہوں گے۔

؎ تمہیں ہے ناز پردہ پر مجھے پردہ کشائی پہ
میں جب چاہوں جہاں چاہوں تیرا "دیدار" ہو جائے

عید میلاد اور جلوس 1904ء اور 1933ء سے پہلے بھی:

ان تاریخوں کیساتھ میلاد کے پروگرام یعنی محفل اور جلوس کو خاص کرنا بالکل غلط ہے۔ حوالہ جات ہم پیچھے نقل کر چکے ہیں، اس وقت صرف دیوبندیوں کے چند حوالے سپرد قلم کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

۱ حسن ندوی دیوبندی نے لکھا ہے: ۱۸۸۰ء میں حضرت مولانا شاہ سلیمان پھلواری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بستی پھلواری شریف میں تحریک میلاد کا آغاز کیا لیکن اس سے بھی پہلے مولوی خدا بخش خاں وکیل نے محفل میلاد کا اہتمام کیا۔

(سیارہ ڈائجسٹ لاہور، رسول نمبر ج ۲ ص ۳۵۸)

۲ دیوبندیوں کو تسلیم ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت شاہ عبدالعزیز اور حاجی امداد اللہ مہاجر کی محفل میلاد شریف میں شریک ہوتے تھے ملاحظہ ہو! ارواح ثلاثہ ص ۳۳۱، شاہ ولی اللہ کا وصال ۱۱۷۶ھ شاہ عبدالعزیز کا وصال ۱۲۳۹ھ اور حاجی امداد اللہ کا سن وفات ۱۳۱۷ھ، نتیجہ صاف ظاہر ہے۔

۳ اسماعیل دہلوی کے پیر "سید احمد" کی موجودگی میں مجلس مولود ہوئی اور حلوہ تقسیم ہوا (مخزن احمدی فارسی ص ۸۵) اور "سید احمد" کا سن وفات ۱۲۴۶ھ بتائی جاتی ہے۔

۴ کانپور کی جامع مسجد میں اشرفعلی تھانوی کا محفل میلاد میں شریک ہونا ثابت

ہے اور یہ ۱۳۱۴ھ کے قریب کا زمانہ ہے، کیونکہ مذکورہ تاریخ کو گنگوہی اور تھانوی کے درمیان خط و کتابت ہوئی ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۱۶ تا ۱۳۰۔ تھانوی کی شرکت سے پہلے بھی یہ کام ہو رہا تھا ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج ا ص ۱۱۸۔

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ سن ۱۹۰۰ء سے بہت پہلے بھی میلاد شریف کے پروگرام متحدہ ہندوستان میں بڑی آب و تاب کیساتھ جاری و ساری تھے۔

والحمد لله على ذلك

(۵) محمد قاسم نانوتوی سیوہارہ کے علاقہ میں گئے تو وہاں بھی میلاد کے پروگرام ہوتے تھے دیکھیے! مواعظ میلاد النبی ﷺ ص ۱۸۵، ارواح ثلاثہ ص ۲۵۶ حکایت نمبر ۲۷۶، حسن العزیز ص ۱۷۱۔

اور ایسے ہی جب وہ میرٹھ گئے تو وہاں بھی میلاد شریف کے پروگرام جاری تھے۔ ملاحظہ ہو سفرنامہ لاہور و لکھنؤ ص ۲۲۸، سوانح قاسمی ج ا ص ۱۷۱، ۴۷، مجالس حکیم الامت ص ۱۲۲۔ اور قاسم نانوتوی کا سن وفات ۱۸۸۰ء ہے۔ جس سے واضح ہے کہ سن ۱۹۰۰ء سے قبل بھی ہندوستان کے بہت سارے علاقوں میں میلاد شریف منایا جاتا تھا۔

(۶) محمد اسحاق دہلوی صاحب نے دلی اور بمبئی کی محفل میلاد میں شرکت کی تھی (ارواح ثلاثہ ص ۱۱۵ حکایت نمبر ۹۶) یہ بھی سن ۱۹۰۰ء سے پہلے کا واقعہ ہے۔

نوٹ: اسحاق دہلوی صاحب نے اپنی کتاب میں بھی میلاد شریف کے پروگرام اور اجتماع (جو خلاف شرع امور سے خالی ہو) خوشی و مسرت کرنے کیلئے جائز قرار دیا ہے۔

(مأۃ مسائل جواب سوال پانزدھم، انوار ساطعہ ص ۱۳۹، الدر المنظم)

اور ظاہر ہے کہ اس میں جلوس کا جواز بھی واضح طور پر موجود ہے۔ اس کی یہ وجہ ہے کہ ہمارے نزدیک ذکر میلاد، جشن میلاد اور محفل میلاد یہ تمام چیزیں ولادت نبوی کی خوشی اور ذکر کی ہی باتیں ہیں، فرداً فرداً ہوں یا اجتماعی طور پر، مجلس اور محفل کے انداز میں ہوں یا جلوس اور کسی بڑے جلسے کی صورت میں یہ تمام امور شرعاً جائز ہیں۔ جہاں مولود شریف، میلاد شریف کی خوشی، جشن اور عید میلاد یا میلاد کے پروگرام وغیرہ کے جواز کے الفاظ ہوں گے اس میں اس سلسلہ کے تمام امور شامل ہوں گے۔ اگر کسی کو جلوس زیادہ ہی کھٹکتا ہو اور وہ اسے کسی طور برداشت نہ کر سکتا تو گزارش ہے کہ عظمت نبوی اور شان رسالت کے اظہار کا ایک طریقہ جلوس بھی ہے۔ اور یہ ہرگز ہرگز ہندوستانی ایجاد نہیں بلکہ مدینہ منورہ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے، جس کی پوری پوری تائید رحمت عالم ﷺ نے فرمائی ہے۔ جب مدینہ طیبہ سرکار کائنات ﷺ کی آمد ہوئی تو سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لہرایا۔ (الوفا ص ۲۴۷، تاریخ الخمیس ج ا ص ۳۳۵)۔

آپ ﷺ کی تشریف آوری پر سارا مدینہ امڈ آیا۔ (ترمذی ج ۲ ص ۱۷)

مرد اور عورتیں چھتوں پر اور نوجوان اور خدام راستوں میں بکھر گئے اور سب نعرے لگا رہے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ (مسلم ج ۲ ص ۴۱۹)

مدینہ شریف میں جاء نبی اللہ جاء نبی اللہ یعنی حضور آ گئے، حضور آ گئے کی گونج تھی۔ (بخاری ج ا ص ۵۵۶)

یہ آمد مصطفی ﷺ کے نعرے تھے، اہل مدینہ نے سب بڑی خوشی یعنی جشن آمد مصطفی کا اہتمام کیا۔ (بخاری ج ا ص ۵۵۸)

اور سارا مدینہ روشن ہوگیا۔ (مشکوٰۃ ص ۵۴۷)

اپنا بھی نظارہ کیجیے!

ہر چند کہ یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ جلسے اور جلوس ابتداء سے چلے رہے ہیں۔ بالفرض اگر یہ ۱۹۰۰ء میں شروع ہوئے تو جب یہ قرآن وسنت کے خلاف نہیں تو ان کے ناجائز اور غلط ہونے کی کوئی دلیل نہیں۔ لیکن ذرا ان مکار وفتنہ پرور لوگوں کی سنیے! ''اس جلوس کی عمر تقریبا 40 سال ہوئی...... تو پھر چودہویں صدی کے اس جلوس کو ثابت کرنے کیلئے جو شخص قرآن وحدیث سے دلائل دے تو پھر وہ شخص اللہ اور رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ اس جلوس کے بدعت، ضلالت، مردود اور ناجائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (ص ۲۴،۲۵)

(۱) ہم تقریبا چالیس عدد دیوبندیوں کی ''بدعتیں'' لکھ چکے ہیں، اپنے اس اصول کو سامنے رکھ کر وہ بتائیں کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے انہیں کس وقت سرانجام دیا ورنہ وہ جان لیں کہ سب سے بڑے بدعتی، گمراہ، مردود اور غلط کار وہ خود ہیں۔

(۲) ہمارے امور کی تائید میں اکابر دیوبند کی متعدد عبارتیں گذر چکی ہیں کہ اگر کوئی اچھا کام بعد میں شروع ہوجائے تو وہ بدعت گمراہی نہیں ہوتا۔ کیا یہ لوگ بے ایمان ہیں؟

(۳) ہم یہاں چند اور امور کی نشاندہی کر رہے ہیں جو بعد کی پیداوار ہیں اور دیوبندیوں کے گلے کا ہار بنے ہوئے ہیں۔ مثلاً

(۱) دیوبندیوں کے اس ''الاقصیٰ تعلیم القرآن'' رسالہ کی کتنی عمر ہے؟ تقریبا ۲ سال۔

(۲) جامعہ تعلیم القرآن گھمن والا کی عمر کتنی ہے؟ ۱۰ سال۔

(۳) سیرت النبی ﷺ وغیرہ کانفرنسز کتنے عرصہ سے ہو رہی ہیں؟

(۴) ''خاتم النبیین'' کانفرنس کو کتنا عرصہ ہوا ہے؟

(۵) یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ۔ (۶) یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

(۷) یوم عثمان غنی رضی اللہ عنہ۔ (۸) یوم علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔

(۹) یوم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دیوبندی کب سے منا رہے ہیں؟

(۱۰) یوم حق نواز جھنگوی کب شروع ہوا؟

(۱۱) عشرہ حکیم الامت تھانوی کس دور کی چیز ہے؟

(روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جون ۱۹۹۷ء)

(۱۲) جشن نزول قرآن کا آغاز کس سن میں ہوا؟

(۱۳) یوم ایثار القاسمی کس دور کی پیداوار ہے؟

(۱۴) جشن دیوبند ۱۹۸۰ء کی بلا ہے۔

(۱۵) مفتی محمود دیوبندی کا دن کب سے منایا جا رہا ہے؟

(۱۶) مفتی محمود کی زیر قیادت ''خواتین کا جلوس'' ۳، اپریل ۱۹۷۷ء کو نکلا۔

(ہفت روزہ ایشیا لاہور)

(۱۷) سیرت نبوی اور عظمت صحابہ کے جلوس کی اپیل حسین احمد ٹانڈوی نے ۱۹۶۶ء میں کی۔ (ماہنامہ شمس الاسلام بھیرہ ۱۹۶۶ء)

(۱۸) غلاف کعبہ کا جلوس ۱۹۶۳ء میں مودودی نے نکالا۔

(ترجمان القرآن اپریل ۱۹۶۳ء)

(۱۹) شاہ فیصل کے دورۂ پاکستان پر دیوبندیوں اور وہابیوں نے ۱۳۸۵ھ کو جلوس نکالا۔ (نوائے وقت)

(۲۰) راجندر پرشاد، صدر جمہوریہ ہند، ہندو کا جلوس اور پر جوش استقبال کا پروگرام دیوبندیوں نے ۱۹۵۷ء کو کیا۔ (ماہنامہ دار العلوم دیوبند ستمبر ۱۹۵۷)

(۲۱) غلام اللہ خاں آف راولپنڈی کا جلوس اگست ۱۹۶۳ء کو نکالا گیا۔

(ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی)

(۲۲) دیوبند میں لیفٹنٹ گورنر کا جلوس نکالا گیا۔ ’’افاضات یومیہ ج ۶ ص ۶۶)

(۲۳) جمعیۃ العلماء ہند دہلی کا جلوس امروہہ میں اونٹوں اور نقاروں کیساتھ عطاء اللہ شاہ بخاری نے ستمبر ۱۹۶۱ء کو نکالا۔ (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۶۱ء)۔

(۲۴) یوم تشکر مناتے ہوئے دیوبندیوں نے ایک جلوس ۱۹۵۱ء میں نکالا۔

(روزنامہ زمیندار ۲۷ مئی ۱۹۵۱ء)

(۲۵) شورش کاشمیری کی جیل سے رہائی پر ۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو جلوس نکالا گیا

(نوائے وقت)

میرا خیال ہے۔۔ ب دیوبندیوں کو جلوس میلاد کی تاریخ بتاتے ہوئے ضرور شرم آئے گی اگر کوئی حیا کی رمق ہوئی تو!.....اور یہ بھی سمجھ گئے ہوں گے کہ اتنی دیر بعد نکلنے والے جلوس اور شروع ہونے والے کام ان کے فتوے کا مطابق بدعت وگراہی اور کرنے والے مردود، دوزخی اور بے ایمان ہیں؟

آئینہ دیکھ کر اپنا سے منہ لے کے رہ گئے
منکر کو اپنے حسن پہ کتنا غرور تھا

جہالت کا کھلا تضاد؟

دیوبندیوں کی یہ پارٹی جاہل اور بے وقوف ہے، انہوں نے یہ مضمون کسی رسالہ سے چرا کر لکھا اور نام اپنا جڑ دیا اور ذرا بھر بھی سوچنے کی زحمت گوارا نہیں، کیا دیوبندی گروہ میں کوئی شخص بھی انہیں سمجھا نہیں سکتا کہ جو کام تمہارے بس کا کام نہیں اسے چھوڑ کر کوئی اور دھندے اپناؤ جو تم انجام دے سکتے ہو۔ علمی و تحقیقی میدان خالہ جی کا باڑہ نہیں، یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں۔

ان نادانوں نے پہلے لکھا کہ ’’لاہور میں سب سے پہلے 5 جولائی ۱۹۳۳ء مطابق ۲۱ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ کو جلوس نکالا گیا اور ذمہ دار حافظ معراج الدین قرار دیا‘‘۔ (ص ۲۳) اور پھر لکھا: ’’جلوس کے بانی الحاج عنایت اللہ قادری‘‘۔ (ص ۲۴)۔ اور لکھا: جلوس ہی کی عمر تقریباً 40 سال ہوئی۔ (ص ۲۴)

آپ خود سوچیں! کیا یہ لوگ پاگل نہیں؟ کیا ۱۹۳۳ء سے ۲۰۱۲ء تک ۴۰ سال بنتے ہیں؟ ...... یہ قدرتی پھٹکار ہے جوان لوگوں پر، کیونکہ یہ بدبخت میلاد شریف سے دن رات اتنا جلتے ہیں کہ ثنا آو دیکھتے ہیں نہ تاؤ بس زبان درازی شروع کر دیتے ہیں۔

دیوبندیوں کا ہندوؤں سے قریبی تعلق:

عوام کو گمراہ کرنے کیلئے فیصل نوید دیوبندی نے لکھ مارا: شیخ عنایت اللہ قادری

پہلے ہندو تھا رام لیلی کا جلوس نکالا کرتا تھا پھر اللہ نے اس کو اسلام کی توفیق دی۔ اس عید میلاد کا وہ بانی تھا۔ (ص ۴۴) بتایا جائے کہ اگر ایک آدمی غیر مسلم ہو تو اسلام لانے کے بعد اس کے پہلے تمام گناہ معاف نہیں ہو جاتے؟ کیا اسلام لانے کے بعد اگر وہ کوئی اچھا کام شروع کر دے تو وہ قبول نہیں ہوگا؟ ایک شخص اگر پہلے بتوں کو سجدہ کرتا تھا بعد میں اللہ تعالی کو سجدہ کرنے لگے تو کیا وہ مجرم ہی رہے گا؟ ایک شخص اگر عیسائی ہو اور وہ عیسائی عقیدہ کے مطابق حضرت عیسی علیہ السلام کی شان میں پروگرام کرتا ہو اور وہی شخص مسلمان ہو کر شان رسول ﷺ کا پروگرام منعقد کرے تو کیا یہ مردود ہوگا؟ کل اگر کوئی مرزا قادیانی کا قائل ہو کر اس کے جلسے کرتا تھا آج وہی آدمی مسلمان ہو کر سرور کائنات ﷺ کے جلسے شروع کر دے تو دیوبندی دھرم میں اس کا کیا حکم ہے؟ بولو! اگر ہمت ہے تو!!! باقی رہا ہندو کا جلوس نکالنا تو اگر وہ ثابت بھی ہو جائے تو بھی وہ ان کا اس دور کا عمل تھا۔ لیکن دیوبندی تو خود کو اسلام کا واحد ٹھیکیدار کہلا کر پکے سچے مسلمان ہونے کا دعوی کرنے کے باوجود ہندوؤں سے اس قدر قریب ہیں کہ ان کے:

1. صد سالہ جشن دیوبند میں اندرا گاندھی شامل ہوئی۔
2. وہ سونیا گاندھی کیساتھ مل کر دعائیں کرتے ہیں۔
3. ہندو راجندر کا جلوس نکالتے ہیں (حوالہ جات گذر چکے ہیں)
4. تین دن کھانا پلاسٹک کے لفافوں میں بند ہو کر آتا ہے اور دیوبندی کھاتے ہیں۔ (روزنامہ امروز ۱۹ اپریل ۱۹۸۰ء)
5. سنجے گاندھی کا تعاون بھی ساتھ ساتھ رہا جشن دیوبند کے موقع پر۔

6. دیوبندیوں نے گاندھی کی جے کے نعرے لگائے۔

(افاضات یومیہ ج ۸ ص ۲۲۶)

7. انہوں نے جے ہند کے نعرے لگائے، قشقے لگائے اور ہندوؤں کی ارتھی کو کندھا دیا۔ (ایضاً ج ۶ ص ۷۰، ۷۸)
8. تھانوی ہندوؤں کے ہدیے بخوشی لیتا رہا۔ (بوادر النوادر ص ۵۷۶)
9. ہندوؤں کی ہولی دیوالی کی کھیلوں اور پوڑیوں کو گنگوہی نے کھانا درست قرار دیا۔
10. اور ان کے سودی روپیہ سے لگائی گئی سبیل سے پانی پینا صحیح کہا۔

(فتاوی رشیدیہ ص ۶۱۴)

دوسروں کے بے غبار کردار کو دھندلانے سے پہلے اپنی چارپائی کے نیچے "ڈنگوری" پھیر لیں!

تاریخ ولادت اور وفات:

فیصل نوید سے جب اتنے پاپڑ بیلنے کے باوجود کچھ نہ بن پڑا اور اس کا دل مطمئن نہ ہوا تو اب اس نے ایک اور طرح سے "شب خون" مارنے کی بھونڈی کوشش اس طرح کی کہ "حضرت نبی کریم ﷺ کی تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ان ہر دو کو اللہ تعالی نے اپنی حکمت خاص سے مبہم رکھا ہے تاکہ لوگ ان ایام میں اقوام سابقہ کی طرح بدعات کا ارتکاب نہ کریں (ص ۳۵)۔ نجانے اللہ تعالی کی اس "حکمت خاص" کے راز کو دیوبندیوں نے کیسے سمجھ لیا؟ ان کے عقیدے میں خاص چیزوں کی اطلاع تو نبیوں کو بھی نہیں ہوتی، شاید یہ ظالم خود کو ان سے بھی بڑھ کر خیال کرتے ہیں۔ ہمیں نہایت

افسوس ہے کہ یہ لوگ اپنے مکروہ عزائم کی تکمیل کیلئے اللہ تعالیٰ پر بھی جھوٹ بولنے سے کوئی شرم محسوس نہیں کرتے، اس کی تازہ مثال لیجئے! دیوبندی نے پہلے کہا کہ ولادت اور وفات کی دونوں تاریخیں مبہم ہیں اور ساتھ ہی لکھ دیا: "١٢ ربیع الاول یوم وفات ہے"۔ جب مبہم تھی تو اب ظاہر کیسے ہوگئی؟ اس سلسلہ میں ہم دیوبندیوں کے گھر سے ہی فیصلہ کروا لیتے ہیں کہ تاریخ ولادت کیا ہے اور تاریخ وصال کیا؟

تاریخ ولادت:

اول تو اس دیوبندی نے خود بھی لکھ دیا بارہ ربیع الاول بھی تاریخ ولادت بیان کی گئی ہے (ص ٢٥) مزید ملاحظہ ہو!

① سلیمان ندوی: پیدائش ١٢ تاریخ کو ربیع الاول کے مہینے پیر کے دن۔

(رحمت عالم ص ١٣)

② ولی رازی: سال مولود کے ماہ سوم کی دس اور دو ہے (ہادی عالم ص ١٣٣)

③ ابو القاسم محمد رفیق دلاوری: حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ دوشنبہ کے دن ١٢ ربیع الاول...... ظہور فرما ہوئے۔ (سیرت کبریٰ ج ١ ص ٢٢٢)

④ محمد شفیع کراچوی: ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ...... (سیرت خاتم الانبیاء ص ٢٠) حاشیہ میں لکھا: مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے، یہاں تک کہ ابن الجزار نے اس پر اجماع نقل کر دیا۔

⑤ اشرفعلی تھانوی: جمہور کے قول کے موافق بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت

شریف ہے۔ (ارشاد العباد ص ٥) اور یہی بات "مواعظ میلاد النبی،" ص ٥٧ پر لکھی۔

⑥ قاری طیب: ١٢ ربیع الاول کو ایک ذات مقدس...... پیدا ہوئی۔

(خطبات حکیم الاسلام ج ٢ ص ١٢)

⑦ احتشام الحق تھانوی: مشہور روایت یہی ہے کہ ربیع الاول کے مہینے کی ١٢ تاریخ...... (ماہنامہ محفل لاہور، مارچ ١٩٨١ء)

⑧ عبد المعبود دیوبندی: وہ صبح سعادت جس میں ظہور قدس ہوا، دوشنبہ ١٢ ربیع الاول...... امام طبری اور امام ابن ہشام وغیرہ نے ١٢ ربیع الاول بیان کی ہے اور یہی قول جمہور کا ہے۔ (تاریخ المکۃ المکرمۃ ص ٢١١)

⑨ احمد علی لاہوری: احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ رحمۃ للعالمین ﷺ ١٢ ربیع الاول...... میں پیدا ہوئے۔ (ہفت روزہ خدام الدین ص ٧، ١٨ مارچ ١٩٧٧ء)

⑩ تھانوی کے خلیفہ عنایت علی شاہ: بارہ ربیع الاول پیر کے روز صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔ (باغ جنت ص ٢٨٩)

یہ بظاہر دس درحقیقت تیرہ حوالہ جات ہیں۔ جن میں یہ بھی موجود ہے کہ مشہور اور جمہور کا قول حق کہ جس پر اجماع ہے وہ بارہ ربیع الاول شریف ہے۔ اب پوچھیئے! ان دھوکہ باز ملاؤں سے جو دن کو رات اور رات کو دن ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اجماع کا منکر مسلمان رہتا ہے یا......!

تاریخ وصال:

اس کذاب ومکار پارٹی نے اتنا بڑا جھوٹ بولا کہ ”اس بات پر اتفاق ہے کہ ۱۲ ربیع الاول حضور ﷺ کا یوم وفات ہے“ (ص ۲۵) ان اندھوں کو ۱۲ ربیع الاول کے یوم ولادت پر اجماع نظر کیوں نہیں آتا؟ کیا یہ ذکر رسول ﷺ سے عداوت اور دشمنی نہیں ہے؟ اگر بارہ تاریخ یوم وفات ہونے پر اتفاق ہے تو ذرا اپنے ”حکیم الامت، مجدد الملت“ اشرفعلی تھانوی کو سمجھا دیجئے! جس نے دوٹوک لکھا ہے ”اور تاریخ کی تحقیق نہیں ہوئی اور بارھویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ (سوموار) ثابت ہے بس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول دوشنبہ کو (پیر کا دن) کسی طرح نہیں ہو سکتی (نشر الطیب ص ۱۹۴ حاشیہ)

قارئین خود اندازہ لگائیں کہ جن کے ”مجدد“ کو تاریخ کی تحقیق نہیں ہوگی، ان کے جاہلوں اور مضامین چرانے والوں کا کیا حال ہوگا؟! اگرچہ اس پر مزید حوالہ جات بھی پیش کئے جا سکتے ہیں لیکن دیوبندیوں کا ناطقہ بند کرنے کیلئے ایک ہی حوالہ کافی ہے۔ اگر ان لوگوں نے مزید کوئی ”شرارت“ کی تو پھر ان کا بھرپور محاسبہ کیا جائے گا۔ اور ان کیلئے کوئی جائے فرار نہ رہے گی۔

تاریخی حقیقت یا مغالطہ؟

”ایک اور تاریخی حقیقت“ کے عنوان سے دیوبندی نے ایک مغالطہ و دھوکہ دیا ہے کہ ”برصغیر میں عرصہ دراز تک اسے ۱۲ وفات کے نام ہی سے پکارا جاتا رہا ہے“ (ص ۲۵) لیکن اس دھوکہ باز اور منافقت شعار نے یہ بتانے کی کوشش نہیں کی کہ وہ کہنے والے کوئی ذمہ دار لوگ تھے یا غیر ذمہ دار، عوامی اور غیر معتبر چند افراد، اگر وہ یہ بتا دیتا تو اس کے مکروہ فریب کا سارا بھرم کھل جاتا، اس بے عقل نے پہلے خود ہی کہا کہ

”تاریخ ولادت اور تاریخ وفات ان ہر دو کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت خاص سے مبہم رکھا ہے“ (ص ۲۵) اور تقریباً دس سطروں بعد وہ ۱۲ کو وفات کی تاریخ اتفاقی طور پر ظاہر کر کے اسی پر فیصلہ دے رہا ہے۔ اس بے بنیاد بات کو نقل کر کے وہ لکھتا ہے: اس دن جشن اور خوشی منانے والوں پر جب یہ اعتراض ہونے لگے کہ یہ تو یوم وفات ہے اور تم وفات پر شادیانے بجاتے ہو! تو اس معقول اعتراض سے بچنے کیلئے کچھ لوگوں نے اس کا نام ۱۲ وفات کی بجائے عید میلاد رکھ دیا...... وہ جس تاریخ کو خوشیاں مناتے ہیں وہ نبی اکرم ﷺ کا یوم پیدائش نہیں بلکہ یوم وفات ہے! (ص ۲۵،۲۶) جب تھانوی کے بقول ۱۲ تاریخ یوم وفات ہی نہیں تو یہ اعتراض فضول اور اسے دہرانے والا نامعقول ہے۔ لہٰذا ایک ذہنوں میں پھیلی ہوئی غلطی کی اصلاح نہایت ضروری تھی، اس لیے اس کی اصلاح کرتے ہوئے ۱۲ وفات کی بجائے ”عید میلاد النبی ﷺ“ رکھ دیا۔

جہالت و بے وقوفی کی اندھیر نگری میں ٹامک ٹوئیاں مارنے والوں کو کم از کم اتنی خبر ضرور ہونی چاہئے کہ اگر بارہ ربیع الاول کو حضور اکرم ﷺ کا وصال تسلیم بھی کر لیا جائے تو کیا پھر اس روز غم منانا چاہئے! تو بدبختو! پھر تم کتنے مکار و دجال ہو کہ اس دن غم نہیں مناتے، سوگ کیوں نہیں کرتے، کھانا پینا بند کیوں نہیں کرتے، ماتمی لوگوں کی یاد تازہ کیوں نہیں کرتے؟! اگر ۱۲ تاریخ یوم وفات ہے تو جمعہ کا دن سیدنا آدم علیہ السلام کے وصال کا دن ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲۲)

لہٰذا ہو بائے کے اور اس دن کو عید کا دن نہیں غم اور سوگ کا دن مناؤ! اور دس محرم بھی سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے لہٰذا رافضیوں کیساتھ مل کر تم بھی ماتم کا اہتمام کرو! جبکہ شریعت نے (بیوہ عورت کے علاوہ) کسی کو وصال کا غم صرف تین دن تک کرنے کا حکم دیا ہے۔ ہم شریعت کے پابند ہیں اور تم قرآن و سنت کے باغی ہو۔

ابتداء غلط انتہاء جھوٹ:

ظالم و مکار دیوبندی نے اپنے مضمون کے آخر میں تین جھوٹ مزید بولے ہیں مثلاً: (1) لکھتا ہے: اگر بالفرض یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ۱۲ ربیع الاول ہی آنحضرت ﷺ کا

یوم ولادت ہے تو تب بھی اس تاریخ کو جشن عید اور خوشیاں منانا اور اس کو کار ثواب سمجھنا از روئے شریعت درست نہیں“ (ص ۲۶) نادانو! کس منہ سے شریعت کا نام لیتے ہو، تمہارے ”باووں“ نے ڈنکے کی چوٹ ۱۲ تاریخ کو یوم ولادت تسلیم کرلیا ہے اور تھانوی نے حکم قرآنی سے ثابت کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی ولادت پر خوشی کرنا چاہئے۔ اگر تمہاری غیرت مردہ نہیں ہو چکی اور اپنی بات کا پاس ہے تو قرآن وسنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کوئی ایک دلیل پیش کرو کہ یہ جشن اور خوشی ناجائز اور منع ہے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین مرتے دم تک کوئی دلیل شرعی پیش نہیں کرسکتے، صرف بدعت، بدعت کہہ کر اپنی عوام کی جیبیں صاف کروگے اور دکانداری چلاؤگے

اب تو زخمی شیر کی طرح بپھرنا چاہئے
یہ اگر ہمت نہیں تو ڈوب مرنا چاہئے

(۴) اس کم بخت نے یہ بھی جھوٹ بولا کہ ”اس بدعت نے ہر دور میں گرگٹ کی طرح رنگ بدلے ہیں“ نری بکواس ہے نہ تو یہ بدعت ہے اور نہ ہی اس نے رنگ بدلے ہیں، پہلے دن سے آج تک خوشی اور مسرت کا اظہار ہی رہا ہے، صرف انداز بدلتے رہتے ہیں، اور ہمارا کوئی طریقہ بھی خلاف شریعت نہیں، اگر انداز بدلنے سے حقیقت بدل جاتی ہے تو یہ بدنصیب اپنے تمام تر نئے طریقے تقریر، تدریس، تبلیغ، کتابیں، کتابچے، مدرسے، موجودہ انداز کی مساجد اور جلسے، جلوس اصل حالت میں قرآن وحدیث سے ثابت کرکے دکھائیں۔ یہ لوگ مرتو سکتے ہیں لیکن اپنے نئے کام ہرگز ہرگز ثابت نہیں کرسکتے ہمت کرکے دیکھ لیں!

زندگی اک دوڑ ہے تو سانسیں پھولے گی ضرور
یا بدل مفہوم اس کا یا پھر فریاد نہ کر

(۵) آخری جھوٹ نہایت غلیظ بولا گیا کہ ”جو لوگ جشن میلاد النبی ﷺ پر بہت زور دیتے ہیں...... وہی آپ کی بشریت کے انکاری بھی ہیں“ (ص ۲۶) لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

ہم میں سے کوئی ایک ذمہ دار فرد بھی سرکار دو عالم ﷺ کے بے مثل بشر ہونے کا انکار ہرگز ہرگز نہیں کرتا۔ یہ دیوبندیوں کا اہلسنّت پر بہت گندا بہتان ہے۔

مجھ میں یہ وصف ہے کہ واقف ہوں تیرے عیوب سے
تجھ میں دو عیب ہیں مکار بھی ہو، کذاب بھی

دیوبندی جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں:

شاید عوام الناس حیران ہوں کہ ان لوگوں نے اتنے جھوٹ کیوں بولے؟ درحقیقت یہ ان کا قصور نہیں ان جھوٹوں کو گھٹی (گڑتی) ہی جھوٹ کی دی گئی ہے اور ان کے ”وڈیرے“ بھی جھوٹ بولتے تھے اور جان بوجھ کر صریح جھوٹ بولتے تھے، یہ ہمارا الزام نہیں وہ خود اقرار کرتے ہیں: دیوبندیوں کے ”حجۃ الاسلام“ قاسم نانوتوی کہتا ہے: ”مجھ سے بجز اس کے کچھ نہ بن پڑا کہ میں جھوٹ بولوں لہٰذا میں نے جھوٹ بولا اور صریح جھوٹ میں نے اسی روز بولا تھا۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۳۵ حکایت نمبر ۳۹۱)

اب تھانوی کی سن لیجئے! لکھا ہے: سچ تو یہ ہے کہ ہمارے بزرگ ہم کو بگاڑ گئے۔ (افاضات یومیہ ج ۶ ص ۲۰۵)

مزید لکھا ہے: مگر (میں) بگاڑنے کا ولی ہوں سنوارنے کا نہیں۔ (ارواح ثلاثہ ص ۲۹۸ حکایت نمبر ۳۵۵، مواعظ میلاد النبی ص ۲۸۷)

یہ بھی یاد رہے کہ دیوبندی دھرم میں خدا بھی جھوٹ بول سکتا ہے اور نبی کا بھی جھوٹ سے پاک ہونا ضروری نہیں، شاید دن رات یہ لوگ جھوٹ پہ جھوٹ بول کر اپنے مذہب کی روایت کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

میلاد شریف منانے کا ثبوت دیوبندیوں کے گھر سے:

(۱) حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے: فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور

لذت پاتا ہوں (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۱۵، کلیات امدادیہ ص ۷۸) آج دیوبندی نجانے کیوں بے لذت اور تکلیف اٹھاتے ہیں۔

۲ ایک پیرزادے سلطان جہاں، کے گھر محفل میلاد میں مردوں اور عورتوں کے اجتماع سے رشید احمد گنگوہی نے خلیل احمد انبیٹھوی کو کتاب تاریخ حبیب اللہ دے کر کہا کہ تم ہی جا کر پڑھ دو اس نے لقد جاء کم رسول الآیۃ پڑھ کر بیان کیا (تذکرۃ الرشید ج ۲ ص ۲۸۲) انہیں پیرزادوں سے "تعاون" لینے کیلئے محفل میلاد میں جانا مبارک اور ہمیں آقا ﷺ کا فیض و برکت حاصل کرنے کیلئے آپ کے غلاموں کی محافل میں جانا مبارک۔

۳ تھانوی نے لکھا ہے: اگر (محفل میلاد میں) یہ شرکت بالکل اللہ و رسول کی رضا کے خلاف ہے تو حضرت قبلہ کے صریح ارشاد کی کیا تاویل کی جاوے بلکہ اہل علم کے اعتقاد و تعظیم و تعلق و ارادت سے عوام کا ایہام ہے اس سے نہز پھر کر ہی اطمینان ہوتا ہے کہ شرعاً گنجائش ضرور ہے۔ (ایضاً ج ۱ ص ۱۱۸) یعنی انہیں اللہ و رسول کی کوئی ناراضگی نہیں، ان کے پیر و مرشد کا بھی یہی عمل ہے اور تسلی بخش بات یہی ہے کہ شرعی طور پر گنجائش ہے۔ مزید لکھا ہے: مولود کی تعلیمی شان یہ ہے کہ جائز ہے، بشرط عدم منکرات۔ (ارواح ثلاثہ ص ۳۶۳ حکایت نمبر ۴۲۷)

۴ میرٹھ کے علاقہ میں محمد قاسم نانوتوی سے سوال ہوا: آپ مولود نہیں کرتے اور مولوی عبدالسمیع صاحب کرتے ہیں مولانا نے فرمایا من احب شیئا اکثر ذکرہ معلوم ہوتا ہے ان کو حضور اقدس سے محبت زیادہ ہے دعا کرو مجھے بھی زیادہ ہو جائے"۔ (سفرنامہ لاہور و لکھنؤ ص ۲۲۸، سوانح قاسمی ج ۱ ص ۴۷۱، مجالس حکیم الامت ص ۱۴۴)

ثابت ہوا کہ میلاد منانے والے اہل محبت ہیں اور محبت والوں کو دیوبندی بدعتی قرار دیتے ہیں، میلاد منانے والوں کو حضور ﷺ سے محبت زیادہ ہے اور دیوبندی اس سے محروم ہیں:

ناک کاٹ دی ہے اس حوالے نے بدعت کہنے والوں کی

۵ رشید احمد لدھیانوی نے لکھا ہے: جب ابولہب کافر کیلئے میلاد النبی کی خوشی کرنے کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی امتی آپ کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔

(احسن الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۴۷)

اب کہنے دیا جائے کہ جو امتی کہلوا کر اسے بدعت کہے وہ کیونکر جہنم کا سزاوار نہ ہوگا، ایسے لوگ تو ابولہب سے بھی بدتر ہوں گے۔

۶ خلیل احمد انبیٹھوی نے "مولانا احمد بن خیر مکی" سے نقل کیا ہے: مولود شریف اگر عارضی نامشروع باتوں سے سالم ہو تو وہ فعل مستحب اور شرعاً پسندیدہ ہے چنانچہ مدت سے اکابر علماء کے نزدیک معروف ہے (المہند ص ۱۲۵)

یہ زناٹے دار تھپڑ ان دیوبندیوں کے چہروں پر ہے جو اسے بعد کی پیداوار کہہ کر بدعت کہتے نہیں شرماتے، معلوم ہوا کہ یہ عمل بدعت نہیں شریعت کا پسندیدہ اور مدت سے اکابر علماء کا طریقہ ہے۔

۷ احمد علی لاہوری کے رسالہ میں ہے: میلاد النبی ﷺ کے موقع پر اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور مسلمانوں کو آپ کے اتباع کے دینوی و اخروی فوائد سے روشناس کیا جائے تو اس قسم کے جلسے خیر و برکت کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ اسی طرح اگر جلوس میں اس امر کا اہتمام کیا جائے کہ اوقات نماز کے وقت جلوس کو روک کر نماز ادا کرلی جائے تو جلوس نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ (ہفت روزہ خدام الدین ص ۲۶، ستمبر ۱۹۵۸ء) اگر یہ بدعت ہے تو خیر و برکت کا ذریعہ کیسے؟ ثابت ہوا کہ جلسے بھی جائز اور جلوس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، کوئی غیرت مند دیوبندی جو اس بات پر عمل کرکے دکھائے!

۸ غلام اللہ خاں پنڈوی نے لکھا ہے: ۱۲ ربیع الاول کو "یوم النبی ﷺ" منایا جائے (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۳۶، جولائی، اگست ۱۹۶۰ء)

۹ ۱۹۷۷ء کے قومی اتحاد کے وقت دیوبندی بڑھ چڑھ کر جشن اور جلوس کا اہتمام

کرتے رہیں ہیں۔

(۲) ربوہ اور ڈیرہ اسماعیل خاں کے دیوبندی عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس نکالا کرتے ہیں۔(ریکارڈ محفوظ ہے)

الحمدللہ! جشن وجلوس کے پروگرام دیوبندی ایوانوں میں گونج رہے ہیں۔کیا خوب فرمایا تھا حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے کہ

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

❁......عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں: کہ میلاد شریف مستحسن شرعی ہے۔یا تو اس وجہ سے کہ اس کا وجود (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرون ثلاثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز سند شرعی میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا۔سوائے چند اشخاص کے جن کا سرکردہ تاج الدین مالکی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر لکھتے ہیں کہ علمائے حرمین شریفین قیام بھی کرتے تھے۔الخ۔

(مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۱ جلد ۲ طبع فرنگی محل (لکھنو)

❁......حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے لکھا ہے: اگر کسی (نیک) عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔(شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۶۸)

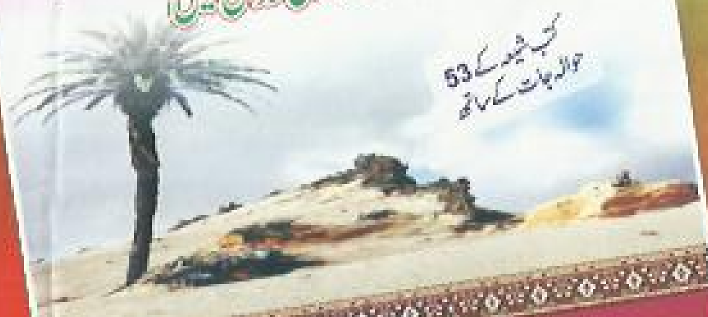
❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁

❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁.❁

قال رسول الله ﷺ انت مني يا معاوية وانا منك

شانِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

احادیث و آثار کی روشنی میں



فیضان مدینہ پبلی کیشنز
0333-8173630